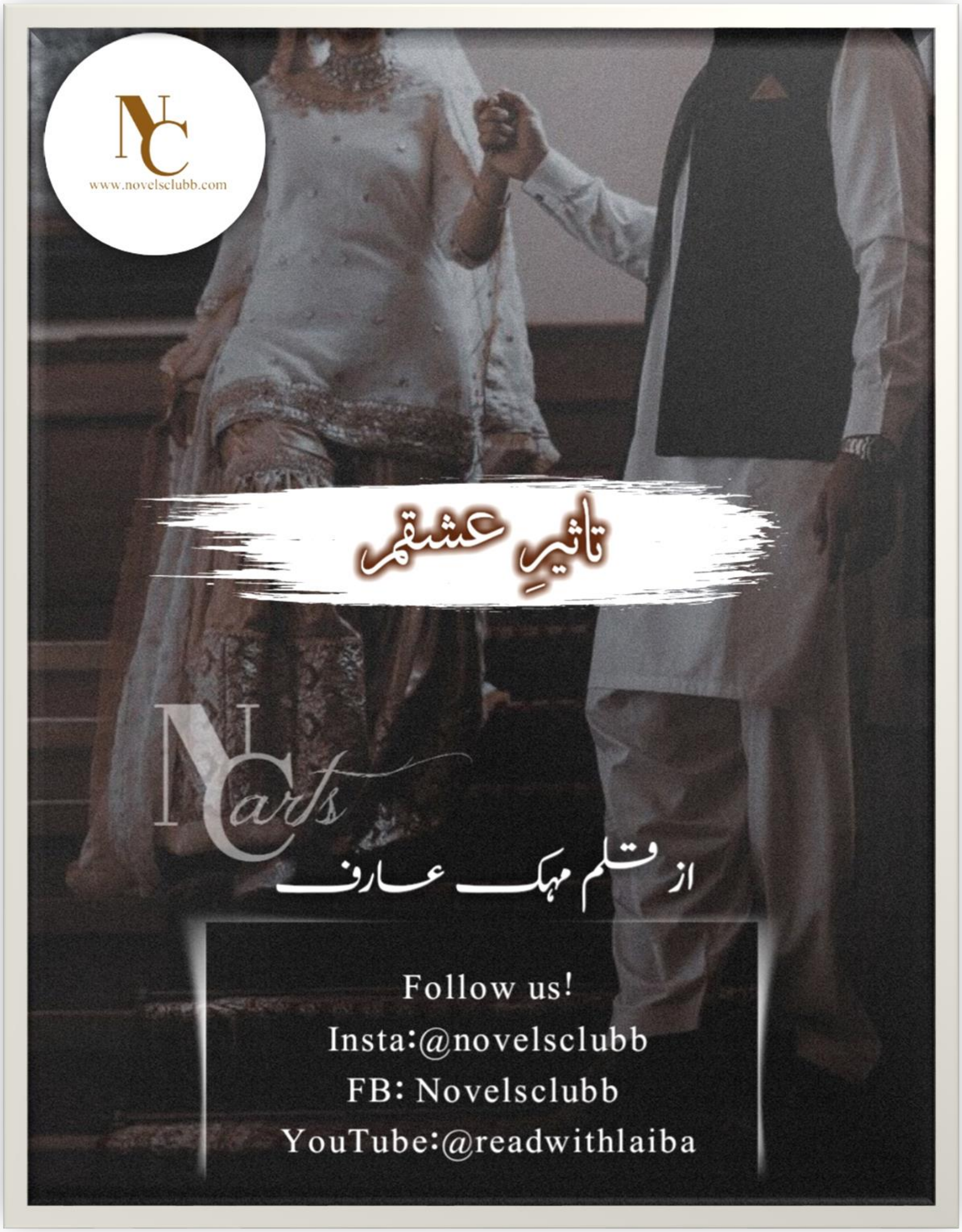
www.novelsclubb.com
تاثیرِ عشقم
از قلم مہک عارف
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

تاثیرِ عشقم

از قلم

مہک عارف

www.novelsclubb.com

تاثیرِ عشقم

از قلم مہک عارف

باب نمبر 4

"پچیس سال انمول ملک۔۔ پچیس سال۔۔" انمول نے چونک کر جہانداد ملک کو دیکھا تو مطلب وہ اس کی جان نہیں لے رہے تھے بلکہ ایک ایک کر کے اس کی سانسیں چھین رہے تھے۔ اسے تباہ کر رہے تھے آج اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ اسے اپنے ہی وجود سے نفرت محسوس ہوئی۔

اسے اپنا آپ آج سے پہلے کبھی اتنا بے بس محسوس نہیں ہوا تھا جتنا آج ہو رہا تھا۔ جہانداد ملک نے آگے بڑھ کر کمرے میں لگے واحد بورڈ پر لگے بٹن پر دباؤ بڑھایا تو پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔

روشنی کے زیر اثر وہاں موجود گٹھری نما وجود کی دید ہوئی۔

سیاہ لمبے بال جو جڑوں سے سفید ہو کر بڑھاپے کی نشاندھی کر رہے تھے اس وقت پورے وجود کو ڈھانپے ہوئے تھے۔

جبکہ اس شخص کا سر گھٹنوں میں تھا جیسے وہ اس جگہ سے عاجز ہو۔ اس تنگ خوفناک ماحول سے۔ لیکن انمول جان گئی وہ جو کوئی بھی ہوں گی بے شک حسین نہیں حسین ترین ہوں گی۔ انمول ملک دروازے کی دہلیز میں ایستادہ اس وجود کو گھور رہی تھی۔

کھٹکے کی آواز پر اس نے دائیں جانب دیکھا۔ جہانداد ملک ایک لکڑی کی خستہ حال کرسی نکال کر وہاں رکھ رہے تھے۔

پھر وہ انمول ملک کی جانب آئے اور اس کی پشت پر کھڑے ہو گئے۔ انمول کو اس وقت خوف محسوس ہوا ایسا خوف جو ہر چیز کو اپنے سحر میں جکڑ لے۔

انہوں نے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر کرسی پر بٹھایا۔ وہ بنا چوں چڑا کے وہاں بیٹھ گئی۔

اس وجود نے ایک بار بھی چہرہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا شاید وہ سننا نہیں جانتا تھا یا اسے محسوس نہیں ہوا تھا۔

"جانتی ہو میرے نزدیک بغاوت کی کیا سزا ہے۔؟" وہ بولے اور اس کی کرسی کے گرد ایک چکر کاٹا

"موت" لیکن تم فکر نہیں کرو میں تمہیں اتنی آسانی سے موت نہیں دوں گا۔ بلکہ ایسے بلکل ایسے ہی تڑپو گی تم اور جب تمہیں اپنے غلط فیصلے کا ادراک ہو گا تو تم واپس آؤ گی میرے پاس۔۔ اور میں اتنا سنگدل تو نہیں ہوں کہ بیٹی کو موت کے گھاٹ اتار دوں۔" ان کا اشارہ اس وجود کی طرف تھا جس کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا

انمول ملک کی پتلیاں ساکت تھیں

''فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے انمول تمہیں کسی ایک کو چننا ہو گا۔موت یا زندگی۔" جہانداد ملک کی آواز پر اس وجود میں ہلچل ہوئی جیسے بہت سارا خوف اس کے اندر سمٹ گیا ہو

انمول نے خشک لب تر کرتے ادھر ادھر نظریں گھمائیں وہاں محض ایک چھوٹا سا بیڈ اور الماری تھی۔ساتھ ہی ایک دروازا تھا شاید باتھروم کا۔

"فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے انمول۔دس۔نو۔" انہوں نے انگلیوں پر گنتی شروع کی دس سے ایک تک۔

"آٹھ۔سات۔" انمول ملک کو گویا آج سکون ملا تھا اسے کسی ایک کو چننا تھا کسی ایسی چیز کو جو اسے رہائی دلوا سکے اور اس نے چن لیا تھا۔

"موت۔" ہاں اس نے موت کو چن لیا تھا کہ اس دنیا سے اسے موت ہی رہائی دلوا سکتی تھی اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔

جہانداد ملک کے اندر گویا لاوا ابلنے لگا ایک ہی جست میں انمول ملک کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔

"ایک بار پھر سے سوچ لو تمہارے فیصلے کا بہت احترام کروں گا میں۔" انمول کو جبڑے سے پکڑے ان کی گرفت سخت تھی

"سوچ لیا اگر اگلے سو جنم بھی مجھے کسی ایک کو چننا پڑا تو وہ ملک ہو گا اور اس کے نام سے جڑی موت۔" ان کی گرفت سے خود کو ازاد کروانا چاہا لیکن گرفت اور مضبوط ہوتی گئی۔

"انمول ملک تمہیں تمہاری موت مبارک ہو۔" اسے زمین پر دھکا دیا وہ اس وجود کے پیروں میں گری ہتھیلیوں کے بل سر اونچا اٹھا کر جہانداد ملک کو دیکھا آج اس کی آنکھوں میں دکھ تھا انہوں نے اپنی سگی بیٹی کی سانسیں چھین لینے کی ٹھانی ہوئی تھی۔ وہ ان کی سگی اولاد تھی اور اس کے ساتھ ایسا سلوک انمول کی فہم سے باہر تھا۔

"پل پل تڑپو گی تم یہاں لیکن افسوس تمہاری تڑپ اس کمرے سے باہر بھی نہیں جا سکتی اور رہی بات ملک کی تو موت اسے بھی دی جائے گی بس کچھ دن اور۔" جہانداد ملک پھنکارتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گئے۔

"منہا۔۔جیا کہاں ہے؟" بالاج نے کچن سے اندر جھانک کر پوچھا

"وہ اپنے روم میں ہو گی بھائی۔" منہا جو آج کچھ نیا ٹرائی کر رہی تھی اسی کے اجزاء دیکھتی بالاج سے گویا ہوئی

منہا کی بات پر بالاج نے اپنے قدم اوپر کی جانب بڑھا دیے۔

جیا جب سے گھر واپس آئی تھی بنا کسی سے بات کیے اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیوں لیکن اضطراب تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا

www.novelsclubb.com

"ہنہ۔پر کٹی کبوتری۔۔۔" حریم ناز کا عکس ذہن میں اترا تو وہ اسے ایک نئے نام سے نواز گئی۔

تبھی دروازا ناک ہوا اور اگلے ہی پل بالاج سکندر اندر داخل ہوا۔جیا نے اپنا رخ دوسری جانب موڑ لیا

بالاج نے اسے دیکھا پھولے ہوئے نتھنے اس کے غصے میں ہونے کی عکاسی کر رہے تھے۔وہ زیر لب مسکرایا۔

"تمہیں بلایا تھا میں نے آئی کیوں نہیں۔" ماتھے پر تیوری چڑھائے اس نے جیا سے پوچھا اور اس الزام پر تو وہ بل کھا کر رہ گئی۔

"آئی تو تھی جب آپ اپنی اس سو کالڈ گرل فرنڈ کے ساتھ بزی تھے۔" دونوں ہاتھوں سے اشارے کرتی وہ لڑاکا عورتوں کی طرح اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"مائینڈیور لینگو تیج جیا۔ وہ میری کوئی گرل فرنڈ نہیں ہے۔" بالاج کو گرل فرنڈ کا لفظ سخت ناگوار گزرا تھا جس عورت کے زکر سے بھی وہ شرما نگ رہا تھا جیا اسے اپنے ہی انداز میں اس سے وابستہ کر رہی تھی۔

"ارے میں تو بھول ہی گئی۔ وہ آپ کی کوئی گرل فرینڈ تھوڑی ہے بلکہ وہ تو آپ کا سچا اور پکا عشق ہے۔" اب کی بار لہجے میں ایک شکوہ تھا جسے بالاج محسوس کر کے بھی انجان بن گیا وہ جانتا تھا وہ بات کو غلط سمجھ رہی ہے۔

"کہہ سکتی ہو۔" وہ کندھے اچکا گیا۔ جیا سر تا پیر سیخ پا ہوئی

"تو پھر مجھے کیوں بلایا تھا وہاں؟ اپنی اس سو کالڈ محبوبہ سے گپیں الاپنے کو۔۔" اس کی اواز میں جلن کی آنچ واضح تھی۔ بالاج کو آج اس لڑکی کی سمجھ پر جی بھر کر افسوس ہوا تھا۔

"ایک ضروری بات کرنی تھی تم سے۔" چبا چبا کر الفاظ ادا کیے۔

''ہاں مجھے معلوم ہے آپ کو کیا بات کرنی تھی یہی نا کہ آپ اس پرکٹی مم۔ میرا مطلب 'حریم ناز' سے شش۔ شادی کرنے والے ہیں اور مجھے اس لیے بلایا تا کہ میں ماما، بابا کو راضی۔۔۔۔'' اپنی ہی دھن میں کہتی وہ وہاں سے جانے لگی معلوم نہیں لیکن آنکھوں میں نمکین پانیوں کا سمندر بھر آیا تھا کیوں وہ اتنی دل برداشتہ ہو رہی تھی۔ اس کی بلا سے وہ جس مرضی سے شادی کرے۔ لیکن اس سے پہلے وہ ایک قدم بھی آگے بڑھا پاتی بالاج نے اس کا بایاں ہاتھ تھاما۔ جیا سکندر کی سانس سینے میں اٹک گئی۔ کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو اپنے کوٹ کی جیب سے کوئی شے نکال رہا تھا۔ وہ پل گزرا تو جیا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ مخملی ڈبیا سے ایک خوبصورت انگھوٹی نکال کر بالاج نے اس کی رنگ فنگر کی زینت بنائی تھی۔ جیا یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی

''اس کام کے لیے بلایا تھا تمہیں۔۔ اور اس عورت کو میں نہیں جانتا نہ ہی کبھی تمہارے منہ سے اس کا زکر سننا چاہوں گا۔ مائنڈ اٹ۔'' اس کا ہاتھ بالاج کی

گرفت میں تھا جسے اسنے جھٹکا دیتے چھوڑا۔جیا نے تیر کی تیزی سے اس انگھوٹی کو اتارنا چاہا لیکن بالاج سکندر نے اس کی کوشش ناکام بنا دی۔آنکھیں رات کے سیاہ جھلملاتے ستاروں کا عکس پیش کر رہی تھیں

"خبردار اگر یہ انگھوٹی تمہاری انگلی سے جدا ہوئی آئی سویر تمہاری انگلی کو تمہارے ہاتھ سے جدا کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاوں گا۔" سختی سے جبڑے بھینچے اس سر پھری لڑکی کو وارن کیا

"لل۔لیکن یہ سب۔آآپ ہوش میں تو ہیں نا؟" بھلا کیوں وہ اس جیسی لڑکی کو بنا سوچے سمجھے یوں پرپوز کرے گا اور تبھی جیا سکندر کا دماغ سن ہوا کچھ لمحات نے اس کے ذہن میں اپنی چھپ دکھائی تھی

"جیا سکندر میں اپنے پورے ہوش وحواس میں ہوں اور ایک آخری بات جب مام ڈیڈ تم سے رضامندی پوچھیں تو تمہارا جواب صرف ہاں میں ہونا چاہیے۔" وہ کیا

بات کر رہا تھا کیا ماما بابا کے درمیان یہ بات ہو چکی تھی۔اسے منہا کی بات یاد آئی وہ اسے اکیلے کیوں بھیجنا چاہ رہی تھی اب اس کی سمجھ میں آیا تھا۔

"مم۔ مگر ایسے کیسے میں مر جاؤں گی لیکن آپ سے شادی نہیں کروں گی سن لیں آپ۔" جس بات کے تصور کو بھی وہ جھٹلاتی آئی تھی اس کا روپ حقیقت بن کر اس کے سامنے تھا۔ جسے وہ جھٹلا نہیں سکتی تھی۔

"میک اٹ فاسٹ بے بی۔" بالاج کے اس نئے انداز نے اس کے چہرے پر پل بھر میں سرخیاں گھول دی تھیں۔

"کیوں کہ تم مر بھی جاؤ تو میں شادی تو تمہی سے کروں گا۔" بالاج چند پل تو اس کے اس روپ کو دیکھ مبہوت ہوا تھا لیکن پھر خود پر سو بار لعنت بھیجتے اس نے وہاں سے جانا چاہا۔

"ایک مری ہوئی لڑکی سے شادی کر لیں گے آپ۔" جیا نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ بالاج زیر لب مسکرایا۔ یہ لڑکی پاگل تھی اور عنقریب شاید اسے بھی پاگل کر دینے والی تھی۔

بالاج اسے ایک گھوری سے نواز تا باہر نکل گیا۔ جیا خود کو لعنت ملامت کرتی بستر پر ڈھے گئی

اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھے بالاج کی سوچیں رات والے واقع میں الجھی ہوئی تھیں۔ جب وہ، معید سکندر، ثانیہ بیگم اور منہا معید سکندر کے کمرے میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔

بالاج نے ان سب کو اکٹھا تو کر لیا تھا لیکن وہ لوگ وجہ نہیں جانتے تھے۔

مجھے آپ سب سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" بالاج نے بات کا آغاز کیا تو معید سکندر نے سر اثبات میں ہلایا گویا اسے بات جاری رکھنے کی اجازت دی ہو۔

میں کوئی تمہید نہیں باندھوں گا صاف اور سیدھی سی بات یہ ہے کہ میں جیا سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" رک کر ان سب کے تاثرات جانچے۔ان تمام نفوس پر تو گویا صور پھونکا گیا تھا بالاج کو خدشہ لاحق ہوا۔

"واٹ !'ریئلی بھائی آپ سچ کہہ رہے ہیں۔؟" سب سے پہلے منہا کو ہی ہوش آیا

"ایسی بات میں مزاق میں تو نہیں کروں گا۔" بالاج کا سنجیدہ انداز سب کو چونکا گیا۔

"تو بلی تھیلے سے باہر آہی گئی۔" منہا تو من ہی من میں عش عش کرا ٹھی تھی۔

لیکن ہمیں قبول نہیں ہے۔" معید سکندر جو بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کچھ سوچ کر گویا ہوئے۔

"کوئی ٹھوس وجہ جان سکتا ہوں۔"

"ٹھوس وجہ تم اچھے سے جانتے ہو بالاج۔ تم نے کبھی اس کے وجود کو اس گھر میں برداشت نہیں کیا کجا کہ اس سے شادی کرو گے۔ تمہاری باتیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ برخودار تم کب اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹ جاؤ ہمیں کیا معلوم اور وہ بیٹی جیا اس کے معاملے میں ہم اتنا بڑا رسک نہیں لے سکتے۔" ثانیہ بیگم بھی اس بات سے سو فیصد متفق تھیں۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا بابا۔ اگر میں جیا سے شادی کروں گا تو وہ میری زمہ داری ہو گی اور یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں کہ بالاج اپنی زمہ داریاں بخوبی نبھاتا ہے۔ آپ ایک آخری بار جیا کے معاملے میں مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔" بالاج کی بات پر معید سکندر نے ہنکارا ابھرا اور آخری فیصلہ جیا کا ہو گا کہہ کر محفل برخاست کی۔

"فائینلی جیا سکندر تم بہت جلد میری زندگی میں شامل ہونے والی ہو اور مجھے اس لمحے کا شدت سے انتظار ہے جب تم جیا سکندر سے جیا بالاج سکندر ہو جاؤ گی۔" مسکراہٹ اس کے چہرے سے جدا نہیں ہو رہی تھی اور پھر اس کا خیال جیا کی

رضامندی کی جانب گیا اگر تو اس نے انکار کر دیا پھر نہیں وہ انکار کبھی نہیں کرے گی یہ بات تو وہ بھی جانتا تھا۔

اور پھر تا دیر اس کی سوچوں پر جیا سکندر نے اپنا ڈیرا جمائے رکھا تھا۔

اس وقت وہ دونوں اس کمرے میں موجود تھے۔ سفید اور زرد بلب کی روشنی سے کمرے کو منور کر رکھا تھا۔ ملک کمرے کے عین وسط میں کرسی رکھے بے چین سا بیٹھا ہوا تھا اس کی سامنے ایک کرسی خالی پڑی تھی جس پر کچھ لمحے پہلے مومن براجمان تھا۔ اب کہ مومن ابراہیم اس کے سامنے دیوار کے پاس کھڑا تھا۔ ہاتھ میں ایک مارکر پکڑے شاید وہ دونوں کسی اہم موضوع پر بحث کر رہے تھے۔

''تہہ خانے تک رسائی آپ کے علاوہ محض دو لوگوں کی مدد سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ نمبر ایک پر ہے ندیم جو کہ جہانداد ملک کا رائٹ ہینڈ اور اس کا وفادار غلام ہے۔ اور نمبر دو پر جہانداد ملک بذات خود ہے۔'' دیوار پر چسپاں ایک نقشے سے مومن

ابراہیم ملک کو سمجھا رہا تھا وہ نقشہ پوری حویلی کا تھا اور مومن کو تو اس کی اشد ضرورت ہوتی تھی کیونکہ آج تک وہ کبھی اس تہہ خانے میں نہیں گیا تھا۔

"ندیم کسی صورت اپنا ایمان نہیں بیچے گا کیونکہ وہ اپنے مالک کے ساتھ کتے سے بھی زیادہ وفادار ہے۔اور جہانداد ملک اس وقت کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔فلوقت یہ دونوں ہی ہمارے لیے خطرناک ثابت ہونگے۔اس لیے ہمیں کچھ ڈفرنٹ سوچنا ہوگا۔" عادتاً بالوں کو مٹھیوں میں بھینچتے ملک نے اپنا نقطۂ نظر بیان کیا۔

اور بے چینی سے نظر ادھر ادھر دوڑائی جب سے مومن نے اس کا انمول ملک کا بتایا تھا وہ ایک سیکنڈ بھی سکون نہیں کر سکا تھا۔اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا اور وہ دونوں حویلی میں نہیں تھے بلکہ یہ جگہ ملک کی کچھ پوشیدہ جگہ تھی جس کے بارے میں جہانداد ملک کو علم تو تھا لیکن پتہ نہیں معلوم تھا۔

"پھر کیا کیا جائے۔؟" مومن نے ٹیبل پر رکھی پانی کی بوتل سے ایک گھونٹ بھرا۔

"انتظار۔"اس کی بات کا اشارہ مومن ابراہیم سمجھ گیا تھا تبھی گویا ہوا

"انمول بی بی موت کو گلے لگانا پسند کریں گی لیکن اس جہنم سے رہائی کبھی نہیں کیونکہ وہ کوئی بھی فیصلہ اپنے باپ کے خلاف جا کر نہیں کرتیں۔اور۔۔"گلا کھنگار کر دوبارہ کلام باندھا

"وہاں ایک اور وجود بھی قید ہے بھائی جسے رہائی دلوانا ہمارا اولین مقصد تھا اور ہے۔"مومن کی بات پر ہیزل گرین آنکھوں میں سرخ ڈورے تیرنے لگے تھے ۔

وہ کیسے بھول جاتا کہ وہاں قید وہ دوسرا وجود کس ازیت میں ہوگا جو پچھلے تئیس سالوں سے اس قید میں تھا نا جانے وہ زندہ کیسے ہوگا؟

کہاں جا رہے ہیں آپ بھائی۔؟"ملک کے ایک دم کھڑے ہونے پر مومن پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

"اس کھیل کی شروعات جہانداد ملک نے کی تھی لیکن اس کا اختتام میں کروں گا بہت ہو گیا چوہے بلی کا کھیل اب وقت ہے کہ سب کچھ کھل کر سامنے آ ہی جائے۔"اس کی بات دوٹوک تھی اور لہجہ پر عزم۔

آپ۔آپ کیا کرنے والے ہیں۔؟"

جہانداد ملک نے اپنی پرانی تمام کشتیاں جلا کر یہ زندگی حاصل کی تھی۔یہ پیسہ یہ عیش و عشرت یہ سب حرام کا ہے 'مومن ابراہیم' اسے اپنی طاقت پر بہت زعم ہے ناتو میں اس کی تاحال تمام قوتیں اکھاڑ کر اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دوں گا یہ اس ملک کا تم سے وعدہ ہے کہ تم بھی اپنی محرومیوں کا ازالہ ہوتا دیکھ پاؤ گے۔" کہہ کر وہ مڑا تھا اور سامنے بالکل سامنے دیوار پر نظر گئی۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔پوری دیوار تصاویر سے بھری ہوئی تھی کہیں ہنستے مسکراتے چہرے تھے تو کہیں خون میں لت پت لاشیں تھیں۔

''بب۔بیٹا۔جاؤتت۔تم جاؤ یہاں سے بھاگ جج۔جاؤ بچالو خود سے جڑے رر۔رشتوں کو۔"کوئی نسوانی آواز اس کے کانوں کے پردے پھاڑتی اسے ازیت سے دوچار کر گئی تھی۔

''نن۔نہیں ماما آپ کو۔کچھ نہیں ہوگا۔بب۔بابا۔ماما اٹھیں اپ۔اپنے بیٹے کی بات مان لیں۔'ماما! بابا!"انگلی کے پور سے ایک ایک تصویر کو چھوتے وہ ماضی کی تلخ یادوں میں کھو چکا تھا۔ماما اور بابا الفاظ کی بازگشت نے اسے اس کے ماضی میں دھکیلا تھا وہ چیخ رہا تھا... بلک رہا تھا... رو رہا تھا۔

اور تبھی کسی نے زور سے پکڑ کر اسے کھینچا تھا اپنی جانب وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا لیکن مقابل نے اسے گرنے سے بچالیا تھا۔

"چچ۔بچے تمہارے والدین نے اپنی غداری کی سزا پالی ہے۔آہا تمہیں کیا معلوم غداری کی سزا کیا ہوتی ہے آؤ میں تمہیں بتاؤں گا کہ جہانداد ملک سے غداری کی سزا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا ہوتی ہے۔" وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے ہاں وہ جہانداد ملک تھے جن کی ڈکشنری میں غداری کی سزا موت تھی۔

"تیار ہو جاؤ جہانداد ملک اس شطرنج کی بساط کو الٹنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔" ماضی کے جھروکوں میں کھوئے ملک کی آواز مومن کو بے چین کر رہی تھی۔

"آپ یہ بات کیوں بھول رہے ہیں بھائی کہ اس شطرنج کی بچھی بساط پر ایک اہم ترین پیادہ میرا بھی ہے۔" ملک کے قدم زنجیر ہوئے۔ مومن کا سر جھکا ہوا تھا ملک اس کے قریب آیا۔

"میں آپ کو کھونا نہیں چاہتا بھائی پلیز یہ وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا ہے۔" وہ ملک سے لپٹ گیا۔ ملک اس کے رندھے ہوئے لہجے اور اس کی محبت پر مسکرا دیا وہ جانتا تھا کہ اس دنیا میں مومن ابراہیم کے پاس واحد رشتہ ملک کی زات تھی۔ لیکن آنے والے وقت میں کون کس کا خون نکلتا؟ یہ تو وقت ہی بتا سکتا تھا۔

ملک نے اس کی پیٹھ تھپکی اور اسے خود سے الگ کیا۔اس کے کانوں کی لوئیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"وہ جو ٹیم میں نئ لڑکی شامل ہوئی ہے کیا نام تھا اس کا۔ہاں۔بسمہ شارک اس پر نظر رکھنا۔۔"مومن ابراہیم کے منہ میں کڑوے بادام کا ذائقہ گھل گیا

"مجھے تو وہ شکل سے ہی مشکوک لگتی ہے۔"

"تمہیں تو ہر تیسرا بندہ مشکوک لگتا ہے۔"ملک نے ناک سے مکھی اڑائی

"جس دن وہ ہماری انفارمیشن اپنے باپ تک پہنچائے گی ناتب پوچھوں گا میں آپ کو۔"مومن نے خبر دار کیا

"ہاں ہم تو آئی ایس آئی ایجنٹ ہیں ناں، جن کی خفیہ معلومات وہ اپنے نام نہاد باپ تک پہنچائے گی، زیادہ سر پر سوار مت کرو اس لڑکی کو۔"کمرے سے پہلے والے

www.novelsclubb.com

ماحول کا اثر زائل ہوا تو ہر سو جیسے تازگی ہی بھر گئی پھر وہ دونوں تادیر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

جس وقت آسمان پر ستاروں کا تھال بچھ گیا اور چاند اپنی روشنی سے دھرتی پر موجود ہر شے کو چمکانے لگا اس وقت جیا اپنے بستر پر بیٹھی مسلسل ماضی کو ہی سوچے جا رہی تھی بیڈ کی دوسری جانب منہا کروٹ لیے سو رہی تھی۔ کمرے میں نائٹ بلب کی ہلکی ہلکی روشنی بکھری ہوئی تھی۔ جو اس ماحول کو خوابناک سا تاثر دے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بالاج سکندر مرنا تو قبول کر سکتا ہے لیکن کسی دوسرے شخص کی اترن نہیں۔" بالاج کے کہے جملے کی بازگشت اسے سنائی دی۔ کتنے مان سے بولا تھا اس نے کہ وہ کبھی بھی کسی دوسرے کی اترن نہیں لے گا۔ ایک تلخ مسکراہٹ اس کے لبوں کا احاطہ کر گئی۔

وہ بھی تو کسی کی اترن ہی تھی جس کی عزت کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی تھی اگر اس دن بروقت وہ اینجل نہ آتا تو شاید وہ آج کسی کو منہ دکھانے کے بھی قابل نہ رہتی اور یہ (رنگ فنگر میں چمکتی انگوٹھی آنکھوں کے سامنے کی) جو شخص اسے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا دعویٰ کر گیا تھا وہ اس پر تھوکنا بھی پسند نہ کرتا۔

"یااللہ میری اس نادانی کو کبھی میری ذلت ورسوائی کا ذریعہ نہ بنایئے گا، میں آپ سے اپنے راز کو راز رکھنے کی بھیک مانگتی ہوں مجھے اس شخص کے سامنے رسوا نہ کریئے گا" کھڑکی کے ہلتے پردوں سے چاند کی روشنی منعکس ہو کر اندر آئی تھی۔

اس کے گالوں پر لڑیوں کی مانند بہتے آنسو واضح ہوئے۔

www.novelsclubb.com

وہ کچھ دیر مزید انہی سوچوں میں غلطاں رہی اور پھر تہجد کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

سورج کی کرنیں آسمان پر اپنے پنکھ پھیلائے زمین پر موجود ہر شے کو روشن کر رہی تھیں۔ آج موسم کافی خوشگوار تھا۔ ویسے بھی مارچ کے اختتام اور اپریل کے اوائل میں موسم متناسب ہوتا ہے۔

جیا اپنے بستر میں دبکی پڑی ہوئی تھی۔ تبھی کسی نے آکر کھڑکی کے سامنے لگے پردے وا کر دیے۔ تیز دھوپ سے ایک دم جیا کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

"جیا بیٹا اٹھ جائیں کب تک سونے کا ارادہ ہے۔؟" بالوں میں چلتی ثانیہ بیگم کی انگلیاں اسے مزید سکون دے رہی تھیں۔

"ماما سونے دیں نا اپنی پرنسس کو۔" وہ پھر سے آنکھیں موند گئی۔

"اٹھ جائیں میری پرنسس۔ آپ کا پرنس آپ کو لینے آنے والا ہے۔"

کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔" وہ فوراً سے پیشتر کمفرٹر پھینکتی اٹھ بیٹھی۔ ثانیہ بیگم اس کی بوکھلاہٹ دیکھ مسکرا دیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ اٹھ کر فریش ہو جائیں پہلے پھر نیچے آجائیے گا۔مجھے اور آپ کے بابا کو ایک ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔"ثانیہ بیگم اسے حکم دیتی چلی گئیں۔

"یااللہ اب کیا ہو گیا مجھ سے۔" وہ اٹھ کر باتھروم میں چلی گئی۔

اگلے چند لمحات میں وہ ہشاش بشاش سی معید سکندر اور ثانیہ بیگم کے سامنے بیٹھی تھی، ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں الجھائے، آج اس نے سفید رنگ زیب تن کیا تھا جو اس کے حسن کو مزید نکھار رہا تھا مگر بے فکر رہنے والی لڑکی کا چہرہ پریشانی کا تاثر دے رہا تھا۔

"جیا آپ جانتی ہیں نا ہم آپ کے لیے جو بھی فیصلہ لیں گے وہ درست ہو گا۔"معید سکندر نے بات شروع کی

"جی بابا بھلا ماں باپ کا فیصلہ اولاد کے حق میں کبھی غلط ہو سکتا ہے۔" جیا کی بات نے ان دونوں کی ہمت بندھائی تھی۔

ہمم بٹ چوائس از یورز.... جیا آپ انکار کرنا چاہیں تو آپ کی خواہش سر آنکھوں پر لیکن ہمیں بھی اس سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں لگا یا یوں کہا جائے کہ میری اور تمہاری ماما کی تو دلی مراد بر آئی ہے۔" جیا نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا ایسی بھی کون سی بات تھی؟

"کھل کر بات کریں بابا کون سا فیصلہ کیا ہے آپ نے۔؟"

"بیٹا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی شادی بالاج سے کر دی جائے۔(جیا کے چہرے کا رنگ فق ہوا) آخری فیصلہ آپ کا ہی ہو گا۔" ثانیہ بیگم نے بالاج کی خواہش کو اپنے فیصلے میں بدل دیا تھا

"جب مام ڈیڈ تم سے رضامندی لیں تو تمہارا جواب صرف ہاں میں ہونا چاہیے۔" ذہن میں بالاج کا کہا گیا فقرہ گونجا۔ دل کی دھڑکن ایک دم سے تیز ہوئی تھی

www.novelsclubb.com

"مم۔میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ماما جو آپ دونوں کو مناسب لگے۔آپکی رضا میں ہی میری رضا ہے۔"مشرقی لڑکیوں کی طرح اس نے بھی ان کے فیصلے کے آگے سر جھکا دیا تھا۔

جیا کی رضامندی پر ان دونوں کے چہرے پر پُر سکون مسکراہٹ آٹھہری۔

"یار منہا مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔کیوں صبح سے میرا دماغ خراب کر رہی ہو۔"جیا اور منہا اس وقت ٹیرس میں بیٹھی ہوئی تھیں۔سامنے ٹیبل پر چائے کے برتن پڑے تھے۔اور جیا منہا کو ایک بار پھر سے ٹوک رہی تھی۔جس نے اسے تنگ کرنے کی قسم اٹھا رکھی تھی۔

،، گھنی۔میسنی نہ ہو تو میرے بھائی کو لے اڑی ہو اور مجھے کہتی ہو "دماغ خراب مت کرو"بلا بلا بلا"منہا نے جیا کی نقل کی اور اب کی بار جیا صحیح معنوں میں چڑ گئی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں کوئی چیل تھوڑی ہوں جو تمہارے بھائی کو اپنا شکار سمجھ کر لے اڑوں گی۔"

''مجھے کیوں لگتا ہے کہ تمہیں اس معاملے کی پہلے سے خبر تھی۔"منہا نے مشکوک نظروں سے جیا کو گھورا

''ہاں پہلے سے ہی خبر تھی مجھے آخر یہ ڈائمنڈ رنگ ایسے ہی تو نہیں مل گئی نا۔"جیا نے بتیسی کی نمائش کرتے ہاتھ منہا کے سامنے لہرایا۔ منہا کو حیرت ہوئی۔

"واٹ ! اور تم نے مجھے بتانا بھی گنوارا نہیں کیا۔"اس سے پہلے منہا اٹھ کر اس کا سر پھاڑ دیتی جیا وہاں سے بھاگ نکلی تھی۔ منہا بھی اس کے پیچھے اٹھ کھڑی ہوئی۔اور چائے اپنی ناقدری پر آنسو بہاتی رہ گئی۔

دن سے رات،رات سے پھر صبح، صبح سے دن اور دن سے ایک بار پھر رات ہو گئی تھی۔انمول ملک کو اس کوٹھری نما کمرے میں آج دوسرا دن تھا۔اس وقت وہ

www.novelsclubb.com

دروازے کے قریب کھڑی اسے دیکھ رہی تھی شاید کوئی سراغ مل جائے۔ کمرے کو روشنی سے منور کرنے کے لیے ایک بلب روشن تھا لیکن اس کی روشنی اس کمرے کو مکمل روشن کرنے کے لیے ناکافی تھی۔

''جو تم ڈھونڈ رہی ہو وہ تمہیں یہاں سے نہیں ملنے والا۔'' کمرے میں موجود دوسرے نفوس کی آواز ابھری انمول نے مڑ کر دیکھا۔ وہ اس سنگل بیڈ پر دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھیں۔ آج ان کا چہرا ڈھکا ہوا نہیں تھا بلکہ واضح تھا۔ جھریوں زدہ چہرے کی رنگت سفید تھی اور آنکھیں گہری بھوری جن میں دیکھنے سے بھی کوئی راز نہیں تلاشا جا سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

انمول ان کے قریب ہی بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اور غور سے انہیں دیکھا۔ وہ کیوں کچھ نہیں بولتی تھیں؟

پہلے پہل تو اسے ان کے گونگے ہونے کا گمان ہوا پھر جب وہ انہیں آوازیں دیتی رہی تو اسے لگا کہ شاید وہ بہری بھی تھیں لیکن آج اسے معلوم ہوا تھا وہ غلط تھی اس کے اندازے غلط تھے۔انمول نے تھکن زدہ سانس خارج کی۔

"آپ کا نام کیا ہے۔؟"اس کے مخاطب نے اپنی نظریں سامنے موجود دیوار پر ٹکائی ہوئی تھیں جو گہرے نیلے رنگ میں مزین تھی۔

"میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔آپ کا نام کیا ہے۔؟"اسے لگا مقابل نے اس کی بات نہیں سنی تھی لیکن اس بار بھی وہ غلط تھی۔

"صوفیہ۔۔صوفیہ ابراہیم۔"ان کی پژمردہ آواز گونجی۔انمول ملک نے شک کی نگاہ ان پر ڈالی۔

"آپ مومن ابراہیم۔۔۔"آواز حلق میں ہی ٹوٹ گئی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں۔میں اس کی ماں ہوں۔ مومن ابراہیم کی بدقسمت ماں۔"انمول ملک کی نظریں ان کے نورانی چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔

"آپ اس قید میں کب سے ہیں۔؟" نیا سوال داغا

"پچھلے تئیس سال سے یہ قید میرے مقدر میں ہے۔"صوفیہ ابراہیم نے اس کی جانب دیکھا۔انمول ملک کو اس لمحے سے خوف آیا ان کی آنکھوں میں کچھ تھا کچھ مایوس کن سا۔

"آپ کا کیا جرم تھا۔؟"

"بے وفائی۔"یک لفظی جواب آیا تھا ان کی جانب سے۔انمول ملک کے چہرے پر تمسخرانہ تاثرات ابھرے تو اس کے باپ نے اس عورت کو بھی نہیں بخشا تھا۔

"آپ کو معلوم ہے میں کون ہوں۔؟"اس کی بات پر صوفیہ ابراہیم نے اثبات میں سر ہلایا

"اور مومن کیا وہ جانتا ہے کہ آپ یہاں ہیں۔؟" اگر وہ جانتا تھا تو اب تک خاموش کیوں تھا اور اگر وہ ان سے باخبر تھا تو باخبر تو ملک بھی ہوگا۔ او ملک تمہارے کتنے روپ ہیں۔

"مومن سب جانتا ہے لیکن جہانداد ملک نہیں جانتا"

کیا کیا نہیں جانتے بابا۔؟" انمول کو تجسس نے آن گھیرا

"یہی کہ مومن میرا بیٹا ہے۔" انمول کے آبرو اکٹھے ہوئے۔

"کیا مطلب۔" صوفیہ ابراہیم نے لمبی سانس خارج کی۔

"اسے لگتا ہے کہ وہاج ملک میرا بیٹا ہے نہ کہ مومن ابراہیم۔۔" انمول ملک کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں

"کک کیا مطلب وہا۔ وہاج تو میرا ب۔ بھائی ہے میرا سگا بھائی۔۔" وہ ہکلائی۔
صوفیہ ابراہیم نے نفی میں سر ہلایا

"یہ میری کہانی ہے۔ تمہیں ضرور سنانا چاہوں گی۔ سنو گی؟"انمول نے سر کو خم دیا وہ بھی اس راز سے پردہ اٹھتے دیکھنا چاہتی تھی۔

''تمہیں اللہ کا واسطہ ہے داد اس معصوم کو اتنی بڑی سزا مت دو۔" وہ چیخ رہی تھیں

''تمہیں میرے معاملات میں دخل اندازی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں جو ایک بار ٹھان لوں وہ کر کے دکھاتا ہوں۔" وہ تیس بتیس سالہ نوجوان تھے آج کے مقابلے میں وہ بہت مختلف تھے۔ان کی شخصیت میں جو رعب و دبدبہ آج تھا اس سے کئی گنا زیادہ تب تھا۔

''دادا وہ کسی کی بیوی ہے، کسی کے بچے کی ماں ہے اس کو برباد مت کرو خدا کا قہر نازل ہو گا تم پر۔"آنسوان کے گالوں کو بھگو رہے تھے لیکن وہ اس وقت اس جلاد صفت انسان سے کسی کی بخشش مانگ رہی تھی

"چٹاخ۔" متوقع تھپڑ سے وہ لڑکھڑائی تھیں جہانداد ملک نے انہیں بالوں سے جھپٹا

" گھٹیا عورت خود کیا ہو تم۔ میرے معاملات میں بولنے کی او قات نہیں ہے تمہاری۔۔" وہ دھاڑے اور تن فن کرتے کمرے سے نکل گئے۔

"مم۔بب۔۔" دروازے کے پیچھے چھپی دو سالہ انمول نے آواز لگائی

"انمول میری جان۔" ساحرہ ملک نے اسے اپنے سامنے کیا وہ ڈر کے مارے کانپ رہی تھی کیونکہ وہ آج کی انمول سے مختلف تھی۔

"مم۔ با۔ بابلے اے۔ بابا۔" (ماما بابا برے ہیں بابا) وہ اپنی طوطلی زبان میں اپنی سمجھ کے مطابق بول رہی تھی۔

جو شخص اس کی ماں کو اذیت پہنچانے کا سبب بن رہا تھا وہ انمول ملک کی نظر میں تب بھی برا تھا۔

www.novelsclubb.com

''ہاں انمول ملک میں برا ہوں بہت برا۔" راکنگ چئیر پر جھولتے جہانداد ملک نے آنکھ کا نم کنارا صاف کیا۔اس وقت کوئی ان کی آنکھوں میں دیکھ لیتا تو ان کے قہر سے پناہ مانگتا۔ تئیس سال پہلے کا وقت ان کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہا تھا لیکن نہ انہوں نے تب کسی کی سنی تھی اور نہ ہی اب سننے والے تھے۔

"ڈیڈ۔" وہاج نے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت مانگی

''ہوں۔آجاؤ۔۔"وہ سنبھل کر بیٹھے

"آپ کی طبیعت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔؟"جہانداد ملک نے نفی میں سر ہلایا بھلا انہیں کیا ہو سکتا تھا۔

"آپ ٹھیک نہیں کر رہے ڈیڈ۔" وہاج ان کے سامنے بیڈ کی پائنتی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا۔ٹھیک نہیں کر رہا میں۔۔؟"انہوں نے سگریٹ سلگائی اور تیکھی نظروں سے وہاج کی جانب دیکھا

www.novelsclubb.com

‘‘آپ انمول کو غلط سزا دے رہے ہیں جبکہ اصل سزا کا حقدار وہ ملک ہے۔"اس کے لہجے میں نفرت تھی جہانداد ملک نے غور سے اس کے چہرے کے نقوش جانچے اور آج بھی انہیں اس کے اور صوفیہ ابراہیم کے نقوش میں کوئی مماثلت نظر نہیں آئی

‘‘جانتا ہوں کہ اصل سزا کا حقدار کون ہے۔ تم فکر نہیں کرو ملک کو بھی اس کے کیے کی سزا ملے لیکن صحیح وقت آنے پر۔"سگریٹ کا دھواں ان کی آنکھوں کے سامنے کے منظر کو دھندلا رہا تھا۔

‘‘آپ اسے مہلت دے کر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ آپ کے ساتھ غداری کر رہا ہے۔ نمک حرامی تو اس کے خون میں شامل ہے۔"

"جانتا ہوں اور میرے نزدیک غداری کی سزا موت ہے۔"ان کے تصور میں آج بھی وہ رات زندہ تھی۔ روتا بلکتا کم سن بچہ اور اپنی سزا پا چکے اسکے والدین۔

"اور وہ ملک۔۔۔کیا وہ جانتا ہے کہ آپ اس کے ہر عمل سے باخبر ہیں۔"

''وہ بھی جانتا ہے کہ میں جانتا ہوں۔" جہانداد ملک نے سر کو خم دیا

"اب اس جیا کا کیا کرنا ہے۔ مم۔ میرا مطلب تھا کہ۔"اس نے بات سنبھالنی چاہی

"جاؤ۔" جبڑے بھینچے اسے وہاں سے دفعہ ہونے کا اشارہ کیا وہاج گڑ بڑا کر کھڑا ہوا اور باہر کی جانب قدم اٹھائے

"سنو۔" جہانداد ملک کی آواز پر وہ رکا تھا

''ملک عزت کے رکھوالے ہو سکتے ہیں لیکن عزت کے لٹیرے کبھی نہیں۔۔" جہانداد ملک نے جیسے خود کو باور کروایا وہاج سر جھٹکتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

---

www.novelsclubb.com

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ رہا تھا۔سیاہ کرتا زیب تن کیے آنکھوں پر سیاہ شیشوں والی گلاسز لگائے وہ آج کے کام کے لیے مکمل تیار تھا۔

''ارے ارے۔دیکھ کر ڈئیر کزن آج کل بڑے غلط بندوں سے ٹکرا رہے ہیں آپ۔'' وہاج ملک جو اندر سے باہر آرہا تھا جان بوجھ کر عجلت میں آتے ملک سے ٹکرایا۔

ملک نے دانت پیس کر اس کی جانب دیکھا وہ اس کا وقت برباد کرنے اور طنز کے نشتر چلانے کے لیے سامنے تھا۔

''غلط بندے خود ہی آج کل غلط راہ پر چل رہے ہیں خیر ایسے بندوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے میری ایک عدد تیزاب کی شیشی ہی کافی ہو گی۔'' تحمل کا مظاہرہ کرتے اس نے آنکھوں سے گلاسز ہٹا کر گریبان میں اٹکائے۔اس کی بات پر وہاج قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

''اوہ گاڈ۔ملک ملک ملک۔۔۔تمہیں پتہ ہے یہ بندہ کیا چاہتا ہے۔بربادی۔پورے سکندر ہاؤس کی'' ملک کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات اپنی چھپ دکھا کر غائب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوئے۔دل کیا اس وہاج کو اٹھا کر کہیں پھینک دے اور نہیں تو اس کا وجود جلا کر بھسم کر دے۔

"ویسے یار اس رات تم نے بہت جلدی کر دی تھی آنے میں یہ بھی صحیح کہ ملک کبھی تاخیر نہیں کرتے کاش اس دن تم کچھ دیر بعد آتے تو دیکھ پاتے یہ ملک اپنا بدلی بھی نہیں چھوڑتے ہر حال میں اپنا انتقام پورا کرتے ہیں۔" ملک نے اپنی مٹھیاں بھینچیں

پھر چاہے وہ جیا سکندر کی موت کی صورت ہی کیوں نہ ہو۔" خباثت سے مسکراتے اس نے ملک کے وجود میں حشر برپا کر دیا تھا۔اپنا ضبط کھوتے ملک نے بند مٹھی کا ایک زوردار پنچ وہاج ملک کے جبڑے پر جڑ دیا ایک لمحے کے لیے وہاج کی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملا گئے

"غدار۔نمک حرام۔احسان فراموش۔" پھٹے ہونٹ کا کنارا صاف کرتا وہ ملک پر چڑھ دوڑا لیکن اس کی طاقت ملک کی طاقت کے آگے صفر تھی۔

www.novelsclubb.com

”جانتے ہو نا میرا نام کیا ہے۔مجھے کبھی کوئی اپنے کام کے لیے مجبور نہیں کر سکتا میں وہ ہوں جس کو تم سوچ بھی نہیں سکتے۔اور یہ زندگی میری اپنی چنی ہوئی ہے۔ “ملک اس کو گریبان سے جکڑے اس کے کان کے قریب جھکتے غرایا تھا آئندہ مجھ سے یا سکندر ہاؤس کے مکینوں سے الجھنے کی غلطی مت کرنا آخری بار وارن کر رہا ہوں ورنہ اگلی دفعہ تمہارے جہنم کے ٹکٹ کٹوانے میں دیر نہیں کروں گا۔"اندرونی دروازے سے جہانداد ملک آتے دکھائی دیے وہاج کی ان کی جانب پشت تھی۔

ملک نے انہیں دیکھتے ہی اس کا گریبان چھوڑا اور اس کے کندھوں سے نادیدہ گرد صاف کرتے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تنبیہہ کی۔

”کیا ہو رہا ہے یہاں۔"جہانداد ملک کی سخت آواز سنتے وہاج نے ملک کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکا وہ زیرِ لب مسکرایا۔وہاج اسے اکسا رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ وہ ملک اپنے

آپ کو ایکسپوز کرے لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ایک دفعہ اگر اس کے اندر جمع ہوا لاوا پھٹ پڑا تو اس کی لپیٹ میں وہاں موجود ہر فرد آئے گا۔

''کچھ خاص نہیں 'ماموں جان'۔ بس آپ کے 'بیٹے' کو سمجھا رہا تھا کہ اپنے سے بڑوں سے بگاڑنی نہیں چاہیے ورنہ وہ آپ جیسوں کو اپنے پیروں تلے کسی کیڑے کی مانند مسل دیتے ہیں۔'' جہانداد ملک کے ماتھے پر سلوٹوں کا جال بچھ گیا۔ وہاج کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا

''جا رہا ہوں بابا لیکن ایک بہت ضروری بات بتانی تھی۔'' وہ دونوں وہاج کی جانب متوجہ ہوئے۔

''سنا ہے کہ سکندر ہاؤس کا 'اکلوتا' سپوت جیا سکندر سے شادی کرنے جا رہا ہے۔ سوچا آپ لوگوں کو علم ہونا چاہیے۔ نہیں؟'' وہاج کے چبھتے ہوئے لہجے پر ملک نے خود کو قہقہہ لگانے سے باز رکھا

www.novelsclubb.com

''اور آپ محترم کی اطلاع کے لیے بھی عرض ہے کہ اسی ہفتے بالاج سکندر کا جیا سے نکاح ہو رہا ہے۔ میں نے بھی سوچا تمہیں علم ہونا چاہیے۔" وہاج نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔اسی ہفتے نکاح والی بات اسے نہیں معلوم تھی اور پھر وہ پیچ وتاب کھاتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

''کال ملاؤاے۔ایس۔پی کو۔ کہاں مر گیا تھا وہ جو اس کے ہوتے ہوئے ہمارے دونوں ٹرک پکڑے گئے جانتے ہو نا کتنا مال تھا ان میں اب اس کا نقصان کون بھرے گا۔" ملک نے سر اثبات میں ہلاتے کال ملائی جو اگلے ہی لمحے اٹھا لی گئی۔

''ہیلو اے۔ایس۔پی شرافت حسین۔" ملک کی تپتی نگاہوں کے جہانداد ملک کے وجود کے آر پار ہو رہی تھیں۔

''کون شرافت۔ کہاں کی شرافت۔ دیکھو ملک یہ جو تمہارا اماما ہے نا بہت ہی کوئی خبطی بندہ ہے کسی دن میں اسی کے ہاتھوں مارے جانا ہے اور پھر نہ ہو گا شرافت اور

نہ ہو گی میری شرافت۔"ملک نے فون کو گھورا جس میں سے مردانہ آواز ابھر رہی تھی۔

،،کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔مریں آپ کے اور میرے دشمن۔(جہانداد ملک نے سرد نگاہوں سے اسے تکا)اور کس کمبخت نے آپ کی شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے ارے آپ جیسے شریف لوگ تو جنتی ہوتے ہیں۔"

کام کی بات کرو"جہانداد ملک اسے کہتے وہاں سے چلے گئے۔

"چلا گیا راسکل۔۔"ملک کی آنکھوں میں تنفر اور بیزاری عیاں تھی جیسے مردار کو دیکھ عقاب کی نظروں میں تنفر ابھرتا ہے بالکل ویسے ہی۔کیونکہ عقاب کبھی مردار نہیں کھاتا

انسپیکٹر سے بات کرتے وہ حویلی کے عقبی حصے کی جانب نکل آیا تھا۔تہہ خانے کے دروازے کے سامنے سے گزرتے اس نے لحظہ بھر رک کر اس کے لاک کو ملاحظہ فرمایا وہ ڈیجیٹل قسم کا لاک ہندسوں سے کھلتا تھا جس کا علم ملک کو نہیں تھا۔اور اس

دروازے کے پار (نظریں اوپر کی جانب اٹھیں) وہ تھی ہاں وہ جو اس کی رگ جان میں بسنے لگی تھی۔ جس کی خاطر وہ جہانداد ملک سے دشمنی مول لینے کو تیار تھا۔ کانوں میں انسپیکٹر شرافت کی آواز گونجی تو وہ آگے بڑھ گیا ان پنجروں کی جانب جہاں انمول کی قیمتی شے قید تھی۔

وہ ڈیزی کے پنجرے کے پاس رکا اور اگلے ہی لمحے وہ آنکھیں میچ گیا۔ انسپیکٹر سے رابطہ منطقہ کرتے اس نے پنجرے کے اندر موجود ڈیزی کے بے جان وجود کو باہر نکالا۔ آج کتنے ہی دنوں سے اس کی دیکھ بھال نہیں کی گئی تھی اور وہ بے زبان جانور تڑپتا بلکتا آج اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا ملک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

اسلام آباد کے ایک قدرے غیر آباد علاقے میں واقع وہ بلند و بالا عمارت اپنی پوری آب و تاب سے کھڑی تھی۔ اس عمارت کے دائیں اور بائیں جانب لڑکے اور لڑکیوں کے رہنے کے لیے ہوسٹلز بنائے گئے تھے اور درمیان میں ایک گول حصہ تا

حد بلندی تک جاتا تھا جس کی کم و بیش سات منزلیں تھیں۔ گیٹ سے اندر داخل ہو تو اس گولائی والے حصے کے ماتھے پر جلی حرف میں بڑا بڑا "ایم۔ایس۔مارشل آرٹس" لکھا نظر آ رہا تھا۔

(M.S Martial Arts)

یہ دراصل ایک ٹریننگ سینٹر تھا جس میں مارشل آرٹس سے متعلق نوجوان نسل کو بہت کچھ سکھایا جاتا تھا۔ اس گولائی دار حصے (ٹریننگ ڈپارٹمنٹ) کے عقب میں ایک گارڈن واقع تھا جس میں طرح طرح کے پھول اس سینٹر کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ اس وقت ٹریننگ ڈپارٹمنٹ کے بیسمنٹ میں موجود کنٹرول روم میں کھڑا تمام سی سی ٹی وی فوٹیجز کا جائزہ لے رہا تھا کمر پر ہاتھ باندھے اس کی نگاہیں سامنے چلتے مناظر پر تھیں ساتھ ہی ایک کرسی پر دبلا پتلا عینک لگائے لڑکا بیٹھا مومن ابراہیم کے ایک حکم پر تمام تو معلومات کھول کر اس کے سامنے رکھ رہا تھا۔ پورے کنٹرول

روم کو اندھیرے نے اپنے سحر میں جکڑ رکھا تھا صرف مونیٹرز کی روشنی ہی کمرے کی تاریکی کو مٹا رہی تھی۔ تبھی مومن ابراہیم کی نگاہ پھسلتی ہوئی ایک سکرین پر جا ٹھہری اس نے اپنے دائیں جانب کھڑے مینیجر کو سخت چتونوں سے گھورا۔اور پھر شرٹ کی کف فولڈ کرتا باہر نکل گیا۔ مینیجر نے افسوس سے سکرین میں نظر آنے والے منظر کو دیکھا۔

"اب پتہ چلے گا فریال کو کہ بسمہ شارک کسی سے نہیں ڈرتی۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی اور سامنے لگے پودے سے آخری پھول بھی توڑ لیا۔ نگاہ ادھر ادھر گھمائی وہاں کوئی نہیں تھا۔ شکر کا کلمہ پڑھتی وہ آگے بڑھی۔ تبھی ہاتھ میں تھامے پھولوں کی ٹہنی اس کے گلابی آنچل سے اڑ گئی۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ساتھ میں اپنا دوپٹہ ٹہنی کی زد سے آزاد کروانے کی کوشش کرتی چلی جا رہی تھی۔ الجھی الجھی زلفیں اس کے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تبھی وہ کسی شے سے بری طرح ٹکرائی کہ ہاتھ میں تھامے پھول زمین بوس ہو گئے۔

سامنے ہی وہ بلیک جینز پر بلو شرٹ زیب تن کیے آنکھوں میں سرد پن بھرے اسے گھور رہا تھا۔ہاتھ سینے پر باندھے پیروں میں جوگرز اور گریبان میں اٹکی عینک۔

"کتنا بد تمیز ہے کیسے گھورے جا رہا ہے تمیز تو چھو کر بھی نہیں گزری ہو گی۔"اس نے دل ہی دل میں قیاس لگائی۔

وہ پھول اٹھانے کی غرض سے نیچے جھکی لیکن اس سے پہلے ہی مومن ابراہیم نے تمام پھول اکھٹے کر لیے۔وہ پیچ و تاب کھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کوئی مسئلہ ؟"استفسار کیا مومن نے ہاتھ لمبا کر کے اسے پیچھے کی جانب اشارہ کیا۔

"وہاں سامنے بورڈ پر کچھ لکھا ہے۔ہوپ سو کہ آپ انگلش پڑھنا جانتی ہوں گی۔"بسمہ نے پلٹ کر دیکھا وہاں ایک تختی پر بڑا بڑا سیاہ رنگ سے "Do not

"pluck the flowers" لکھا ہوا تھا۔ایک پل میں شرمندگی سے اس کا چہرہ جھک گیا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"تو؟" لیکن وہ بسمہ شارک تھی جو کافی ڈھیٹ واقع ہوئی تھی مومن ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"آپ کو سزا سنائی جا سکتی ہے۔"

"کس بات کی سزا۔؟" اس نے حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات لیے پوچھا

"یہ جو آپ نے پھول توڑ کر اصولوں کی خلاف ورزی کی ہے اس بات کی سزا۔" مومن کا لہجہ خار کھاتا تھا جیسے ابھی اسے کسی بڑے جرم کی پاداش میں پھانسی کے پھندے پر لٹکا دے گا

"آپ ہوتے کون ہیں مجھے سزا یا جزا کا اندیہ سنانے والے۔؟" ایسا کون سا جرم کر دیا تھا اس نے لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ پھول توڑنے سے بڑا کوئی جرم نہیں ہو سکتا۔

"آئی ایم مومن ابراہیم۔داسب ہیڈ آف یور ٹریننگ ڈپارٹمنٹ۔"مومن نے جیب سے کارڈ نکال کر بسمہ شارک کی نگاہوں کے سامنے لہرایا۔اس کی زبان گنگ ہو گئی۔الفاظ ساتھ چھوڑنے لگے اب وہ کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔

"اورایک بات آپ کا یہ حلیہ ہوسٹل کے اندر تک ہونا چاہیئے۔یہ آپ کے باپ کی جاگیر نہیں ہے جو یوں دھند ھناتی پھر رہی ہیں۔آپ کی وارڈن سے کمپلین کی جا سکتی ہے۔بی کیئر فل فار دانیکسٹ ٹائم۔"مومن ابراہیم نے پھول ہاتھوں میں تھامے واپسی کے قدم اٹھانے چاہے لیکن اس سے پہلے ہی بسمہ شارک کی آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

"اس بار عبید بھائی جیت جائیں گے۔" جانے انجانے میں اس کی زبان پر یہ حروف آ ہی گئے تھے۔وہ بہت دنوں سے سنتی آرہی تھی کہ اس بار ریس ٹورنمنٹ میں مومن ابراہیم ہی جیتے گا کیونکہ وہ ہمیشہ جیتتا آیا تھا۔

"سیریسلی۔؟"انداز چیلنجنگ تھا یا خبر دار کرنے والا وہ اندازہ نہیں لگا سکا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں۔ کیونکہ آج تک سب عبید بھائی سے ہارتے آئے ہیں۔" اس بار عبید بھائی تھے اس کے مقابل بھلا یہ کیسے جیت سکتا تھا۔

"اور مومن ابراہیم سے آج تک کوئی جیت نہیں پایا۔" لہجہ طنزیہ تھا جیسے کہہ رہا ہو دیکھ لینا جیت تو مومن ابراہیم کی ہی ہو گی۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

اسے وہاں سے سیدھا گھر پہنچنا تھا وہ جلدی سے آکر گاڑی میں بیٹھا ہاتھ میں تھامے پھول فرنٹ سیٹ پر رکھے اور گاڑی زن سے آگے بڑھا دی۔ سوچیں بسمہ شارک کے گرد طواف کر رہی تھیں کتنی عجیب لڑکی تھی وہ جس کے لیے پھولوں کا توڑے جانا کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔ پھول تعلقات جوڑنے کا واحد ذریعہ ہوتے ہیں۔ کسی سے محبت ہو جائے پھول پیش کر کے پرپوز کر دو۔ کوئی اپنا ناراض ہو جائے پھول دے کر سوری بولو اور معاملہ رفع دفعہ ہو جائے گا۔

وہ پھول اپنے ساتھ ہی گھر لے آیا تھا ٹی وی لاونج میں پڑے ایک ٹیبل پر واز پڑا ہوا تھا جس میں لگے تازہ پھول اب مرجھا چکے تھے وہ اس تک آیا اور مرجھائے ہوئے

www.novelsclubb.com

باسی پھول نکال کر واز میں تازہ پانی بھرا پھر ایک ایک کر کے تازہ پھول اس میں رکھتا گیا اسے یقین تھا یہ کونپلیں جلد ہی پھوٹ کر پورا پھول بن جائیں گی۔

"پھول چور" وہ مسکرایا اور ایک لقب بسمہ شارک کی ذات سے جوڑ دیا۔

منہا کی رخصتی کے ساتھ ہی بالاج اور جیا کی شادی بھی طے کر دی گئی تھی۔ ویسے بھی جیا تو ان کے اپنے گھر کی بیٹی تھی تو پھر وہ تاخیر کیونکر کرتے۔ شادی کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔ آج سے ٹھیک پانچ دن بعد منہا کی مہندی پر جیا اور بالاج کا نکاح فکس کیا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

آج موسم کافی گرم تھا اور اپریل کے نصف میں تو گرم ہوائیں چلتی ہی رہتی تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''کافی عرصے کے بعد شکل دکھائی ہے تم نے اپنی ورنہ میں تو بھول ہی گئی تھی کہ کوئی جیا سکندر بھی ہے۔" انعم نے اپنے سامنے صوفے پر آلتی پالتی مارے بیٹھی جیا سے شکوہ کیا

''لو بھلا جیا سکندر بھی کوئی بھولنے والی چیز ہے۔" ٹھنڈا مشروب ہلک میں اتارا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی انعم سے ملنے اس کے گھر آئی تھی

''اور تم نے کون سا کہہ دیا کہ خود ہی دوست سے مل آؤں۔" وہ دوستی میں برابری کی قائل تھی اس کا ماننا تھا کہ دوستی میں اونچ نیچ انسان کو زیر کر دیتی ہے جس وجہ سے وہ اپنے دوستوں سے دور ہو جاتا ہے

"بس مصروفیات ہی کچھ ایسی تھیں وقت ہی نہیں مل سکا اور شادی کے بعد تو خیال ہی نہیں رہا کسی شے کا۔ اب تم سنگل لوگ کیا جانو شادی شدہ لوگوں کے مسائل۔"

www.novelsclubb.com

''الحمدللہ میں بھی منگنی شدہ ہوں۔'' جیا تڑخ کر بولی۔ انعم نے بے یقینی سے چہرہ اٹھائے اسے دیکھا۔ جو اسے حیرت کے سمندر میں دھکیل کر اب مزے سے سامنے پڑے لوازمات کے ساتھ انصاف کر رہی تھی

''یہ کب ہوا؟'' کچھ دیر بعد انعم کی مری مری آواز نکلی۔ وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا کیونکہ اسے لگتا تھا وہ وہاج ملک کو کبھی بھول نہیں پائے گی لیکن وہ غلط تھی اس کا اندازہ غلط تھا۔

''یہی ایک ہفتہ پہلے انفیکٹ میں تو تمہیں اپنے نکاح کی انویٹیشن دینے آئی تھی۔'' اب کی بار انعم سے کچھ بولا بھی نہیں گیا۔ جیا اس کی حالت سے محظوظ ہوئی تھی۔

''اور کس کے ساتھ ہوئی ہے تمہاری منگنی؟'' ماتھے پر سخت تیوری چڑھائے انعم نے اسے گھورا وہ تو اپنی دوست سے بالکل غافل ہو چکی تھی۔

''بالاج کے ساتھ۔'' انعم کی آنکھیں ابل باہر آئیں

"وہی تمہارا کزن نا؟ ویسے دیکھنے میں کیسا ہے۔؟" بالاج کو اس نے دور سے یونیورسٹی آتے جاتے دیکھا تھا کبھی قریب سے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

"اچھا ہے۔" جیا نے اثبات میں سر ہلا کر انعم کو جواب دیا

"کیا صرف اچھا ہے۔ مطلب پر سنیلٹی کیسی ہے ؟ زیادہ نہیں تو یہ ہی بتا دو اس کی آنکھوں کا رنگ کیا ہے۔؟" انعم نے جھنجھلا کر پوچھا یہ لڑکی اسے پاگل کر دینے والی تھی مجال ہے جو کبھی کسی سوال کا ڈھنگ سے جواب دے دے۔

"مجھے نہیں معلوم۔۔" اس نے کندھے اچکائے

www.novelsclubb.com

"کیوں ؟"

"کبھی اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی میری۔" اسے یاد آیا کہ اس نے تو کبھی بالاج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات ہی نہیں کی تھی۔

"جیا۔۔" انعم کی تنبیہہ کرتی نظروں سے بچتی جیا کھسیانی ہنسی ہنس دی

''اچھا اچھا بتا رہی ہوں۔ وہ دکھنے میں ایک دم میرے سپنوں کے راج کمار جیسا ہے۔''لب دبائے انعم کو سلگا یا اور وہ واضح انداز میں چڑ گئی۔

''تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا لڑکی۔ سدھر جاؤ۔''اپنے قریب پڑا کشن اٹھا کر جیا کو مارا جو اس کے بر وقت نیچے ہونے سے پیچھے رکھے کارنر ٹیبل سے ٹکرایا

'چھن' کی آواز کے ساتھ میز پر رکھا واز زمین بوس ہوا۔انعم کی صورت رونے والی ہو چکی تھی وہ اس کا بہت قیمتی تحفہ تھا وہ دہائی دیتی اب اپنے واز کے لیے رو رہی تھی اور جیا کے قہقہے سے پورا گھر گونج اٹھا۔

وہاج اپنے کمرے میں دائیں سے بائیں ٹہل رہا تھا بار بار رک کر میز پر رکھے اپنے موبائل پر بھی نگاہ ڈال لیتا۔اس کے چہرے سے بے چینی صاف واضح ہو رہی تھی۔

فون کے بزر ہونے پر اس نے لپک کر فون اٹھایا۔

''کیامسلہ ہے۔جب بندہ فون نہیں اٹھار ہاتواس کا مطلب کہ وہ بزی ہے۔'' دوسری طرف سے غصے میں بھری نسوانی آواز ابھری۔

''تم نے کہا تھا کہ بالاج جیاسے شادی کرنے والا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس ہفتے ان دونوں کا نکاح ہے۔'' دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

''دیکھو وہاج ملک میری بالاج سے بہت مختصر ملاقات ہوئی تھی اور تمہارے کہنے کے مطابق میں نے اسے لبھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ بہت سخت ہو چکا ہے اس کے دل میں حریم ناز کے لیے محبت کا نہیں بلکہ نفرت کا پوداجڑ پکڑ چکا ہے۔'' بلاشبہ وہ آواز حریم ناز کی تھی وہاج نے لمبا سانس اندر کھینچا یہ معاملہ پیچیدہ ہوئے جار ہا تھا اور اگر اس بات کی ملک کو بھنک بھی پڑ جاتی تو وہاج کی موت پکا تھی۔

اسے جلداز جلد اپنا کام کرنا تھا۔

''اب تم غور سے میری بات سنو حریم۔'' وہاج اسے آگے کے لائحہ عمل کے بارے میں آگاہ کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

کمرا نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا انمول اور صوفیہ ابراہیم آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ جو راز اسے اس دن معلوم ہوا تھا وہ ہر جذبات اور احساسات پر بھاری تھا۔

"آپ نے کبھی یہاں سے نکلنے کی خواہش نہیں کی۔؟" انمول نے ان کی آنکھوں میں دیکھا گہری بھوری آنکھوں میں صدیوں کی داستان رقم تھی وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔

''نہیں۔ یہاں سے فرار کا ویسے بھی کوئی راستہ نہیں تھا۔" لہجے میں مایوسی کا عنصر نمایاں تھا

''آپ نے کبھی کوشش ہی نہیں کی ورنہ اس قفس کی قید میں آپ کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔" وہ خود بہت کوشش کر چکی تھی لیکن اسے کوئی راستہ نظر نہیں آیا تھا۔ سارے راستے جیسے مسدود ہو چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

''یہ قید جنت ہے۔"

''کیسے ؟"انمول ملک نے حیرت سے استفسار کیا

''تم نہیں سمجھ سکتی۔۔اس جنت کی قید میرے لیے آب حیات ثابت ہوئی ہے جس نے مجھے موت سے دور کر کے میری زندگی بڑھادی۔"انمول ملک ان کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی

"موت سے ڈر لگتا ہے آپ کو۔؟"

''اس دنیا میں کوئی بھی انسان اتنا بہادر نہیں ہے جو موت کو ہنس کر جھیل لے۔"انہوں نے تلخ مسکراہٹ سے انمول ملک کو دیکھا وہ کہیں نا کہیں اپنے باپ کا عکس تھی۔

''مجھے لگتا ہے کہ موت۔۔رہائی ہے۔"انمول نے اپنا تجزیہ پیش کیا کیونکہ اس نے بھی تو موت کو چنا تھا۔

''ہاں۔اس دنیا سے رہائی ہے لیکن جو پکڑ اس جہاں میں ہو گی اس کا کیا۔؟"وہ مسکرائی تھیں اور انمول ملک مسکرا بھی نہیں سکی۔ کچھ دیر خاموشی کی نظر ہو گئی

''تمہیں لگتا ہے وہ آئے گا۔؟"صوفیہ ابراہیم کے سوال پر وہ دم سادھ گئی

''اس نے مجھ سے کہا' تھا'کہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک میری حفاظت کرے گا۔"ماضی میں کیا گیا ملک کا وعدہ اسے یاد آیا۔اور وہ ساکت رہ گئی۔

"کیا ہوا؟"صوفیہ ابراہیم نے اسکا پریشان حال چہرہ دیکھا

''وہ آئے گا۔وہ اپنا وعدہ نبھانے آئے گا۔" وہ چہک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ملک کبھی اپنا وعدہ نہیں بھولتا چاہے وہ ماں باپ سے کیا گیا وعدہ ہو یا۔۔۔انمول ملک سے وہ ہر حال میں اپنا کیا گیا وعدہ نبھاتا ہے۔"اور اسی لمحے جیسے اسے ادراک ہوا کہ کوئی معجزہ ہونے والا تھا۔اب وہ دائیں سے بائیں ٹہلتی جا رہی تھی اور زبان پر ایک ہی الفاظ کی گردان تھی

’’ملک کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔وہ آئے گا۔"

رات کی سیاہی نے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔وہ رات رازوں سے بھری ہوئی تھی۔چاند اور ستارے ترحم سے زمین پر موجود حویلی کی جانب بڑھتے اس ہیولے کو دیکھ رہے تھے۔وہ ہیولہ چھوٹے چھوٹے پھونک پھونک کر قدم رکھتا حویلی کے عقبی حصے کی جانب بڑھا۔رات کے اس پہر حویلی کا کوئی گارڈ بھی سست نہیں ہوتا تھا لیکن آج کچھ نئی بات تھی جو تمام گارڈ گدھے گھوڑے بیچ کر اپنی اپنی جگہوں پر بے سدھ سوئے ہوئے تھے یا شاید کسی نے انہیں چائے میں نیند کی گولیاں گھول کر پلائی تھیں۔

وہ رات انمول ملک پر بہت بھاری تھی۔رات کی تاریکی کی طرح اس کا اندر باہر بھی سیاہ ہو رہا تھا۔ٹھنڈی دیوار سے لگ کر بیٹھی وہ اوپر بنی چھت کو گھور رہی تھی۔ مایوسی اور نا امیدی اس کے قریب گھات لگائے بیٹھی تھیں۔ایک اور دن ڈھل گیا

تھااور ابھی تک وہ اس زندان میں قید تھی۔ جس دیوار سے وہ ٹیک لگائے بیٹھی تھی اس کے اوپر چھت کے قریب ایک روشن دان نصب تھا جس میں سے چاند کی روشنی باہر رات کے اندھیرے کا پتہ دے رہی تھی۔

"کیاوہ ائے گا؟" یہ وہ سوال تھا جو اس کے دل ودماغ میں جنگ برپا کر رہا تھا۔ وہ ٹکٹکی باندھے سامنے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔

غرور، انااور تکبر ان تین چیزوں نے برباد کیا تھا انمول ملک کو اور اس کی مثال ایک ہارے ہوئے جواری کی مانند تھی جس نے محبت کی بازی لگا کر اپنی 'محبت' کو ہار دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

دفعتاً کمرے کے باہر سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ بھاری مردانہ اور عجلت میں اٹھائے جانے والے قدم۔ انمول ملک کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا وہ اس چاپ کو پہچانتی تھی۔ بمشکل دیوار کا سہارا لیتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ صوفیہ ابراہیم کو دیکھا تو وہ کروٹ لیے اپنے بستر پر دراز شاید گہری نیند میں جا چکی تھیں۔ پھر وہ

آواز ٹھہر گئی اس نے دیکھا روشن دان سے آتی چاند کی روشنی چوکھٹ کے قریب پڑ رہی تا ایک سیکنڈ گزرا اور کسی نے آکر چیخ کی آواز کے ساتھ کمرے کا لاک کھولا تھا۔ انمول ملک کو ڈھیر سارے خوف نے آن گھیرا۔ دروازہ کھلا اور نووارد نے اپنے قدم آگے بڑھائے۔

"ک۔کون؟" ہلک سے پھسی پھسی آواز نکلی کیونکہ اس شخص کا چہرہ واضح نہ تھا۔ اس کے قدم آگے بڑھانے کے ساتھ انمول پیچھے کی جانب کھسکی لیکن پیچھے تو دیوار تھی وہ مزید پیچھے نہیں ہو سکتی تھی۔ تبھی چاند کی روشنی میں آکر نووارد کا چہرہ واضح ہوا۔انمول نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ملک" سرگوشی کی سے الفاظ اس کے منہ سے نکلے۔ایک آنسو لڑھک کر گلابی گال کی زینت بن گیا کتنا انتظار کیا تھا اس نے ملک کا۔اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتی ملک نے اپنے منہ پر انگلی رکھے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ملک کی نگاہوں نے ادھر ادھر کا سفر کیا اور پھر وہ آکر انمول ملک پر ٹک گئیں وہ کسی ٹرانس کی کیفیت

میں آگے بڑھی۔ ملک یک ٹک اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہا تھا اور وہ آ کر ملک کے سینے سے لگتی سسک اٹھی۔ ملک دم بخود رہ گیا آنکھیں حیرت سے واہ ہوئیں۔ انمول کے آنسو ملک کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے اور وہ شدت سے انمول ملک کو خود میں بھینچ گیا۔

چند لمحوں کی بات تھی اور دل کے گرد جو بے حسی کا خول تھا وہ ٹوٹ گیا۔ تبھی ایک حقیقت ملک پر آشکار ہوئی کہ جس دل کو اس نے پچھلے بیس سال سے بے حسی اور سنگ دلی کے خول میں مقید کر رکھا تھا وہ تو روزِ اوّل سے ہی انمول ملک کا اثیر ہو گیا تھا۔ خیالوں میں گم ملک کا ارتکاز کسی کی ہچکیوں نے توڑا تھا۔ اس نے نرمی سے انمول ملک کو خود سے جدا کیا اس کا پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔ خود کو سو بار لعنت ملامت کرتے اس نے انمول کے آنسو صاف کیے۔ اس کی آنکھیں قیامت خیز منظر پیش کر رہی تھیں۔ ملک نے ایک گہری سانس بھرتے اس کا ہاتھ تھاما اور باہر کی جانب بڑھا۔ لیکن انمول ملک نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ ملک نے پلٹ کر

www.novelsclubb.com

استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھا پھر اس کی آنکھوں کا سوال سمجھتے وہ اس کے قریب ہوا۔

''ہم اس وقت انہیں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے انمول۔ اگر آپ کے بابا کو صوفیہ آنٹی کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ تیسری جنگ عظیم کھڑی کر دیں گے۔ اس لیے ہوش سے کام لیں اور چلیں میرے ساتھ۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ بہت جلد ہم انہیں یہاں سے نکال لیں گے۔" مدھم آواز میں اسے جواب دیا اور انمول کو لیے باہر کی جانب چل دیا۔ اب کی بار اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔

پیچھے رہ جانے والے صوفیہ ابراہیم کے وجود نے لمبی سانس خارج کی اور کروٹ بدل کر چت لیٹ گئیں۔ اب ان کی آنکھوں سے کوئی آنسو نہیں بہتا تھا کیونکہ آنکھ کا پانی تو پچھلے تئیس سال میں سوکھ چکا تھا۔ وہ زیرِ لب ملک، انمول ملک اور مومن ابراہیم کے کیے دعاؤں کا ورد جاری کر گئیں۔

www.novelsclubb.com

اس نے اوون کا ڈھکن الٹا تو چاکلیٹ اور وینیلا کی مکس بھینی بھینی خوشبو سارے میں پھیل گئی۔ وہ ایسے ہی ٹرے اٹھائے ڈائننگ ٹیبل تک آیا اور ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"یااللہ میں اتنا اچھا کک کیوں ہوں۔" خود کو تعریفی کلمات سے نوازتے اس نے ایک کپ کیک ہاتھ میں اٹھایا۔ اس نے آج ایک نئے طرز کا کپ کیک ٹرائے کیا تھا یقیناً ملک کو وہ بہت پسند آنے والا تھا۔ چمچ کی مدد سے اس کا کنارا اکترا اور منہ کی جانب بڑھایا لیکن اگلے ہی لمحے وہ چمچ زمین بوس ہو گیا۔ کوئی داخلی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا وجہ وہ شخص نہیں اس کے پیچھے چلتی انمول ملک تھی۔ اس کا سانس تک رک گیا اس سے پہلے کہ ہاتھ میں تھاما کیک بھی زمین کی زینت بنتا ملک نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا۔ مومن ابراہیم نے آنکھیں مسل کر دوبارا سامنے دیکھا مبادا کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا لیکن یہ حقیقت تھی اور ایسے خوفناک حقائق مومن ابراہیم کی زندگی میں بھونچال ڈالنے کو آتے ہی رہتے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"انمول کو ان کا کمرہ دکھا دو مومن۔" انمول نے ایک چور نگاہ ملک پر ڈالی جو فریج سے پانی کی بوتل نکال رہا تھا اور پھر مومن کے اشارہ کرنے پر گیسٹ روم میں چلی گئی

"یہ یہاں کیسے ؟" ملک نے پانی پیتے اسے دیکھا وہ خود کو مومن ابراہیم کی ناراضگی کے لیے تیار کر کے آیا تھا

"تم نے ہی تو کہا تھا وہ موت کو گلے لگا لیں گی لیکن اپنے باپ کے خلاف نہیں جائیں گی۔" گلاس سنک سے دھو کر واپس اپنی جگہ پر رکھا

"اور آپ نے میرے کہے کو غلط ثابت کر دیا۔" وہ ابھی تک حیران تھا

"نہیں میں نے صرف اپنا وعدہ نبھایا ہے۔" وہ اب اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"واٹ ایور۔"مومن نے سر جھٹکا۔وہ کیسے بھول سکتا تھا کہ ملک نے جو کیا سب کے بھلے کے لیے ہی کیا اگر تو وہ صوفیہ ابراہیم کو اپنے ساتھ لے آتا تو جہانداد ملک نے بڑا محاذ کھڑا کر دینا تھا۔

"اتنا میٹھا مت کھایا کرو۔موٹے ہو جاؤ گے۔"وہ جاتے جاتے پلٹا اور اسے تاکید کی

"اللہ اللہ۔"مومن نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔اپنے کمرے میں آکر اس نے ایک لمبی سانس خارج کی۔مومن ابراہیم ناراض نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ ملک کو ملک سے زیادہ جانتا تھا۔اس کی سائکی واحد مومن ابراہیم ہی سمجھ سکتا تھا۔وہ اوندھے منہ بیڈ پر گر گیا یہ زندگی اسے بہت دکھ دیتی تھی کبھی اپنوں کو چھین کر تو کبھی من پسند شے سے نواز کر۔ہر طرف دکھ ہی دکھ تھا وہ جو سب کے سامنے مظبوط نظر آتا تھا کوئی اس کے اندر جھانک کر دیکھتا کہ وہ کتنا درد چھپائے بیٹھا تھا۔

صبح کا وقت تھا اور حویلی میں انمول ملک کی غیر موجودگی کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیلی تھی اس وقت تمام گارڈ اور حویلی کے ملازم مؤدب سے جہانداد ملک کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔

"تم لوگوں کے ہوتے ہوئے وہ کیسے لے کر جا سکتا ہے اسے۔؟" ان سب میں شائستہ بی نہیں تھی ان پر ویسے بھی کسی کا شک نہیں جاتا تھا وہ کبھی دھوکہ نہیں دے سکتی تھیں

"سر ہمیں نہیں معلوم شاید کسی نے ہمیں نیند کی دوا کھلائی تھی جو ہم سو گئے اور۔" جہانداد ملک نے سرخ انگارا آنکھوں سے ان تمام کو گھورا

www.novelsclubb.com

"دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے ورنہ جان لے لوں گا تم سب کی۔" وہ شرمندہ ہو کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ پیچھے ندیم رہ گیا تھا۔ جہانداد ملک کا رائٹ ہینڈ۔ ان کے لیے جان قربان کرنے والا۔

"مالک حوصلہ رکھیں ہم اسے ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" انہوں نے دائیں بائیں سر ہلایا

"نہیں وہ نہیں ملے گا وہ جہاں بھی گیا ہو گا بے شک وہ جگہ عام سہی لیکن بہت خفیہ ہے۔ ملک کے علاوہ کوئی دوسرا اس جگہ کا پتا نہیں چلا سکتا۔" انہیں اس وقت شدید تاؤ آ رہا تھا کیسے وہ شخص ان کی ناک کے نیچے سے ان کی سگی بیٹی کو لے جا سکتا تھا۔

"پھر ہم کیا کریں مالک وہ ہمیشہ ہم سے دو ہاتھ آگے ہوتا ہے۔" ندیم نے تاسف سے سر ہلایا

"تم لوگ کچھ نہیں کر سکتے اب وہ خود آئے گا یہاں کب کیسے یہ میں طہ کروں گا۔ بس اتنا جان لو کہ اس کھیل کا اختتام بہت جلد ہونے والا ہے۔ تمام مہرے اپنی اپنی چال چل کر ہار جائیں گے اور آخر میں جیت بادشاہ کی ہو گی۔" ندیم اور جہانداد ملک شاطرانہ ہنسی ہنس دیے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رات کا پہر تھا وہ دونوں ہاتھوں میں مگ تھامے ٹیرس کی جانب کھلتے دروازے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ نظریں سامنے افق پر چمکتے چاند پر تھیں۔دفعتاًاس کے ساتھ کوئی آ کر بیٹھا تھا۔انمول نے چونک کر دیکھا تو ملک اپنا کافی کا مگ تھامے اس کے ساتھ بیٹھ رہا تھا۔

"کیازندگی اتنی خوبصورت ہوسکتی ہے؟"ملک نے اسے دیکھا ہوا کے تھپیڑوں سے اس کے بال اس کے چہرے پر گر رہے تھے وہ اپنی نظریں سامنے کر گیا جہاں پورا شہر جگمگا رہا تھا۔

،،زندگی اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہوسکتی ہے۔میرا ماننا ہے کہ زندگی خوبصورت ہوتی نہیں ہے بلکہ اسے خوبصورت بنایا جاتا ہے کبھی دل سے جی کر تو کبھی اپنی پسندیدہ شے کے ساتھ جی کر۔"ایک چور نگاہ انمول ملک پر ڈالی وہ اپنی کافی کا گھونٹ بھر رہی تھی۔

،،تمہیں مجھے یہاں لاتے ہوئے ڈر نہیں لگا۔؟"انمول نے کافی کا گھونٹ بھرا

''ڈر کے آگے جیت ہے انمول ملک۔'' انمول نے بدمزہ ہو کر کپ پیچھے کیا۔ مجال ہے جو یہ اسے ڈھنگ کا کوئی جواب دے لے۔

''تم یہاں ڈیو کی ایڈ نہیں دے رہے ملک میں سیریس ہوں۔'' ملک نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کو لب دبائے لیکن وہ انمول ملک کی نگاہوں سے چھپی نہیں رہ سکی۔

''اور میں ڈیم سیریس ہوں۔ اب اٹھیں اور چل کر آرام کریں رات بہت ہو گئی ہے۔'' وہ اب بھی اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

''تم جانتے ہو ملک تمہاری مسکراہٹ بہت خوبصورت ہے۔'' وہ جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اس کے سامنے کھڑا تھا اور وہ کافی کا مگ تھامے اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

''میں نہیں جانتا میری مسکراہٹ زیادہ خوبصورت ہے یا آپ کے دیکھنے کا انداز۔'' انمول ملک کا چہرہ سرخ کندھاری ہو گیا وہ سر جھکا گئی۔ کوئی ملک سے پوچھتا

کہ اس کے لیے سب سے خوبصورت شے کیا ہے تو وہ بلاتاخیر کہتا۔'انمول ملک کا شرمانا'۔

وسیع و عریض سڑک پراس وقت موت کاسا سناٹا تھا آس پاس کے درختوں میں پرندے دبک کر بیٹھے ہوئے تھے تبھی شوں کی آواز کے ساتھ سڑک کے ایک جانب سے بائک نظر آیا پھراس پر سوار شخص کا سراپا واضح ہوا وہ مکمل طور پر سیاہ رنگ میں ملبوس بائک چلارہا تھا دوسرے بائکرز کی طرح اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔وہ بازی جیتنے والوں میں سے تھا۔اس کے پیچھے ایک پھر دو اور پھر ایک کے بعد ایک بائک سڑک پر دوڑنے لگے۔اس خاموشی کو چیرتی آواز سن کر پرندے اپنے نشیمن سے پرواز کر گئے جانتے تھے کہ خطرہ ان کے ارد گرد منڈلا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

سب سے آگے اس کی بائک تھی اسے دور سے فنش لائن نظر آئی یہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا اور مشکل راونڈ تھا لیکن اس نے کر دکھایا تھا

"مومن۔مومن۔مومن۔" کی آواز ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی وہاں کھڑے تمام نفوس کی زبان پر اسی نام کی گردان تھی لیکن وہاں کوئی اور بھی تھا جو تیکھی نگاہوں سے سامنے سے آتے مومن ابراہیم کو دیکھ رہا تھا۔اس کے پیچھے چند میٹر کی دوری پر عبید باجوہ اس ریس کو جیتنے کے جتن کر رہا تھا

جیسے ہی وہ فنش لائن سے چھ فٹ کی دوری پر پہنچا اس نے اپنے دونوں بازو وا کیے اور فنش لائن کی پٹی کو اپنے سینے پر لپیٹا وہ آج کی ریس بھی جیت گیا تھا۔ہر طرف سے مبارکباد کی صدا بلند ہوئی جس میں ہار جانے والوں کے قصیدے دب کر رہ گئے۔

وہ ابھی تک اس ہجوم کے درمیان کھڑی تھی۔ ریسنگ ٹریک اور تمام ناظرین کے درمیان لگائی گئی گرل اٹھادی گئی تھی۔ سب دوڑ کر مومن ابراہیم کی جانب بڑھ رہے تھے کیا لڑکیاں کیا لڑکے تمام اس وقت ہجوم بنا کر تصاویر بنوار ہے تھے۔

مومن ابراہیم کی نگاہیں اس پر ٹکی ہوئی تھیں جو بھرے مجمعے میں تنہا کھڑی تھی۔ ہجوم کو چیرتا وہ اس جانب بڑھا۔ زبان پر سیٹی کی دھن بجاتا وہ اس کے قریب سے گزرنے لگا لیکن پھر ٹھہر گیا۔ منہ اس کے کان کے قریب کیا اور صرف دو الفاظ کہے۔

''پھول چور۔'' وہ سرگوشی تھی لیکن بسمہ کو لگا جیسے کسی نے اس بھرے مجمعے میں کھڑے ہو کر اس کو چیخ چیخ کر پھول چور بولا تھا۔ آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔ بمشکل خود کو رونے سے باز رکھا۔ مومن ابراہیم اس کے پاس سے گزر کر آگے بڑھ چکا تھا لیکن وہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنے

انسو صاف کرتی وہ مڑی اور باہر کی جانب بڑھ گئی۔اپنے موبائل پر مومن ابراہیم کے ساتھ کھنچوائی گئی تصاویر دیکھتی فریال ہڑبڑا کر اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

''بسمہ۔بسمہ سٹاپ اٹ کہاں جا رہی ہو۔؟"فریال اس کے قدم سے قدم ملانے میں کامیاب ٹھہری تھی۔اتنے میں ہی اس کا سانس پھول گیا تھا

''مرنے۔۔"وہ گولی کی طرح تیز چلتی جا رہی تھی۔

''ہیں۔۔کیوں ؟"فریال نے چونک کر اسے دیکھا اس کے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ سورج کی تپش بھی اس کے چہرے کو جھلسا رہی تھی۔

''میرے پیچھے آنے کی کوشش مت کرو۔"وہ دبا دبا سا چلائی اس وقت وہ اکیلی رہنا چاہتی تھی

"کیوں ہم تو آئیں گے۔"اس کے عقب سے بھاری مردانہ آواز ابھری

"ہم ؟"وہ چلتے چلتے پلٹی

''ہاں ہم۔۔یعنی میں اور فریال۔''عبید باجوہ اور فریال دونوں بتیسی کی نمائش کرتے اس کے سامنے کھڑے تھے۔

اگلے منظر میں وہ تینوں ایک پارک میں بنے بینچ پر بیٹھے تھے۔بسمہ شارک بینچ پر بیٹھی ٹھنڈی آئیس کریم سے انصاف کر رہی تھی۔جبکہ فریال اس کے پیچھے کھڑی اپنے موبائل میں گم تھی۔

''ہاہاہا مطلب سچ میں تم مومن ابراہیم کو چیلنج کر کے آئی تھی۔اوہ گاڈ۔ہاہاہا۔''عبید اس کے سامنے گھاس پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا

''مذاق مت بناؤ میرا۔''اس کی آنکھیں اور ناک ابھی تک سرخ تھیں۔

''لو بھلا اب مذاق کا مذاق نہ بنائیں تو کیا کریں۔''وہ دونوں ایک بار پھر سے قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔اب کی باران کی ہنسی میں بسمہ کا قہقہہ بھی شامل تھا وہ خود اپنی بے وقوفی پر ہنس رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''ویسے ایج کیا ہے تمہاری۔؟''عبید نے سیریس انداز میں سوال کیا

''اکیس سال۔ویسے آپ کیوں پوچھ رہے ہو۔؟''کینہ توز نگاہوں سے اسے دیکھا

''تم سے دو سال بڑا ہے وہ عمر میں بھی اور تجربہ میں بھی۔ تمیز سے بات کیا کرو اس سے۔''بسمہ نے آنکھیں گھمائیں

''اور آپ کی عمر سے وہ دو سال چھوٹا ہے۔آپ کیوں اتنی عزت دے رہے ہیں اسے۔''

''وہ ہمارا انچارج ہے۔ہمارا استاد ہمیں ویسے بھی اساتذہ کی عزت کرنی چاہیے۔''بسمہ نے دو تین بار پلکیں جھپکیں یہ اس کا انداز تھا۔

''بسمہ کے دل میں جو آئے گا وہ کرے گی'' والا انداز۔

''یار یہ دیکھو کتنا ہینڈسم لگتا ہے یہ۔''فریال نے اسے تپانے کو موبائل میں موجود تصویر اس کے سامنے کی

''اب بچ کر دکھاؤ تم مجھ سے۔''اب فریال سوری سوری کی گردان الاپتی آگے آگے تھی اور بسمہ شارک اس کے پیچھے۔اس سب میں عبید باجوہ کا زندگی سے بھرپور قہقہہ واضح تھا۔

صبح مومن اور ملک کے جانے کے بعد وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی۔اس کا ناشتہ پلیٹ میں ڈھکا پڑا ہوا تھا۔اس سے زیادہ لذیذ ناشتہ اس نے آج تک نہیں کیا تھا ۔اب وہ چونکہ اس گھر میں رہ رہی تھی تو اس نے سوچا کیوں نا گھر کی صفائی کر دی جائے اس لیے وہ صفائی کرنے لگ گئی۔صفائی کے بعد وہ تادیر ٹی وی لاونج میں بیٹھی ایک فضول سی ڈاکومنٹری دیکھتی رہی تھی۔جب وہ تھک گئی تو اٹھ کر آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمرے میں جانے لگی باہر آسمان پر ہلکی کالی گھٹا چھا رہی تھی ممکن تھا کہ کچھ دیر بعد بارش برسنے لگتی اور پورے اسلام آباد کو بھگو دیتی۔وہ مومن کے کمرے کے دروازے کے سامنے رکی۔اندر کمرے کی بتی جل رہی تھی

وہ بتی بند کرنے کی غرض سے اندر داخل ہوئی۔صاف ستھرا کمرہ اس کی نفیس طبیعت کی عکاسی کر رہا تھا وہ سوئچ بورڈ کی جانب بڑھی ہی تھی کہ نگاہ بھٹکتی ہوئی اس کی سٹڈی ٹیبل پر گئی وہاں ایک ڈائری رکھی تھی سیاہ جلد والی وہ ڈائری یقیناً اس کی ذاتی ڈائری تھی۔اس نے آگے بڑھ کر ڈائری اٹھائی

"نہیں انمول یہ اخلاقیات کے خلاف ہے۔تم کسی کی پرسنل چیزوں کو بنا اجازت نہیں چھو سکتی۔"اس نے خود کی سرزنش کی اور ڈائری واپس رکھنے لگی۔ٹیبل پر اور بھی بہت سی کتابوں کا انبار لگا ہوا تھا کچھ کتابیں ساتھ والی دیوار میں نصب بک شیلف میں ترتیب سے پڑی تھیں۔تبھی کھٹکا ہوا اس نے اپنے قدموں میں جھانک کر دیکا سیاہ جلد والی ڈائری اس کے پیروں میں پڑی تھی جبکہ اس میں سے ایک ورق اڑتا ہوا اس سے دور جا گرا۔

اس نے جلدی سے ڈائری اٹھائی اور وہ صفحہ اٹھا کر ڈائری میں رکھنے لگی لیکن۔۔۔وہ دنگ رہ گئی وہ کوئی ورق، صفحہ نہیں بلکہ تصویر تھی انمول ملک کی تصویر۔اپنے دل

کی دھک دھک اسے کانوں میں سنائی دی ایک خوف تھا جو اس کے نازک دل کو اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔ وہ ساری اخلاقیات بالائے طاق رکھتی ڈائری لے کر سٹڈی ٹیبل کے ساتھ رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

یکے بعد دیگرے صفحات پلٹاتی وہ مومن ابراہیم کی زندگی میں جھانک رہی تھی۔ وہاں سب لکھا تھا اس کی آپ بیتی اس کی زندگی کی روداد۔ حسین تو نہیں لیکن غمگین لمحات اور ان میں سر فہرست انمول ملک کا نام درج تھا۔ وہ ڈائری مومن ابراہیم کے جذبات بیان کر رہی تھی وہ کہہ رہی تھی کہ مومن ابراہیم سر تا پیر انمول ملک کے عشق میں ڈوبا ہوا تھا انمول ملک کی ہر حرکت و سکنات پر نظر رکھنے والا مومن ابراہیم انمول ملک کے دل میں اپنی نفرت کا بیج بو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جسے محبت مل جائے اسے قسمت کا دھنا جانو اور جو اپنی محبت کو ہار جائے اس سے بڑا بد قسمت اس دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔ وہ ابھی تک شل بیٹھی تھی بالکل ساکت اور جامد نا جانے کتنا وقت گزر گیا تھا اسے وہاں بیٹھے اتنا کہ باہر دن کا اجالا شام میں اور

www.novelsclubb.com

کالی گھٹائیں پانیوں سے بھرے بادلوں میں بدل گئی تھیں۔ کوئی اپارٹمنٹ کا دروازا کھول کر اندر داخل ہوا تبھی آسمان پر گرج چمک کے ساتھ بجلی کڑکی انمول نے اپنے کانوں پر ہاتھ نہیں رکھے تھے کیونکہ مومن ابراہیم کے الفاظ کی بازگشت اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ کسی کے قدم دروازے کی دہلیز پر رک گئے جیسے چلتی ریل اپنی منزل پر پہنچ کر رک جاتی ہے۔ وہ کھڑی ہوئی اور پلٹی۔ اس کی ناک لال ہو رہی تھی اور غزالی آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔

مومن کی نگاہ اس کے ہاتھ میں تھامی ڈائری پر گئی وہ لب بھینچے آگے بڑھا۔ نظریں ہنوز جھک گئیں انمول کے قریب کھڑے ہو کر اس کے ہاتھ سے ڈائری لینی چاہی اسی وقت انمول بدک کر پیچھے ہوئی اور مومن کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کی جانب دھکیلا اس نے نظر اٹھا کر انمول کی جانب دیکھا

"چٹاخ" کی آواز کے ساتھ انمول ملک کا ہاتھ مومن ابراہیم کے چہرے پر اپنی چھاپ چھوڑتا چلا گیا۔ وہ تھپڑ مومن ابراہیم کے منہ پر نہیں بلکہ اس کی ذات پر کسی

کوڑے کی مانند پڑا تھا۔انمول ملک نے گہرا لمبا سانس لے کر خود کو پُر سکون کرنا چاہا۔

"تم تم۔مومن ابراہیم تمہیں شرم نہیں آئی۔"وہ دباد با سا غرائی۔مومن ابراہیم کے لب سل گئے تھے۔

"کیوں مومن ابراہیم کیوں۔تم نے خود کو میری نظروں میں گناہگار کیا کیوں ؟"وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن اس کی آواز کہیں دب گئی۔گلے میں خراش سی ابھر آئی

"محبت گناہ نہیں ہوتی۔نہ ہی میں گناہ گار ہوں۔"مومن ابراہیم نے اپنی محبت کا دفاع کیا۔کیا واقعی محبت گناہ تھی اور اسے کرنے والا گناہگار۔؟جواب 'نہیں' میں تھا۔محبت تو وہ جذبہ وہ احساس ہوتی ہے جو سنگدل کو بھی نرم دل کر دے جو آگ میں پانی بھر دے جو دور ہوتے ہوئے بھی اپنے ارد گرد منڈلاتی نظر آئے۔

''مومن ابراہیم تم نے تو مجھے رسوا کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ اگر اس ڈائری پر ملک کی نظر چلی جاتی تو جانتے ہو میں کبھی خود کو یا تمہیں معاف نہیں کر پاتی۔'' آنسو بھل بھل بہنا شروع ہو گئے تھے۔ یہ خیال ہی سوحان روح تھا کہ مومن اس سے محبت کرتا ہے۔ باہر آسمان پر ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔

''میں خود سے شرمندہ ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ جو محبت میں نے کی وہ گناہ کہلائی جا سکتی ہے۔'' اس نے زخمی نظروں سے انمول ملک کو دیکھا۔ وہ آج بھی انمول ملک کے لیے ایک بے ضرر سا ملازم تھا کیا؟

''ہنہہ۔ محبت اسے محبت نہیں غداری کہتے ہیں جو تم ملک کے ساتھ کر رہے تھے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔'' اس نے اپنے سینے پر انگلی رکھے خود کو باور کروایا

''میں نہیں جانتا تھا کہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن جب سے معلوم ہوا میں پیچھے ہٹ چکا تھا۔'' وہ کسی شکست خوردہ انسان کی طرح اس کے سامنے سر جھکا گیا

''یہ۔(ہاتھ میں پکڑی ڈائری سامنے کی) یہ پیچھے ہٹے تھے تم۔" اب کی بار وہ چیخی تھی اور ڈائری کمرے کے ایک کونے میں پڑی کوڑے دان میں پھینک دی۔ ایک لمحے کے لیے مومن ابراہیم کا دل بند ہو گیا

''جائیں یہاں سے۔" بھیچے ہوئے جبڑوں کے ساتھ دروازے کی جانب اشارہ کیا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلی۔

''ایک بات یاد رکھنا مومن ابراہیم۔ جو شخص اپنی ماں کے لیے خود کوئی انتہائی قدم نہیں اٹھا سکتا وہ اپنی دو کوڑی کی محبت کے لیے بھی کبھی سٹینڈ نہیں لے سکتا۔ تم جتنی مرضی مجھ سے محبت کر لو لیکن تا قیامت میری منزل ملک ہی رہے گا۔" وہ اپنا آنچل جھٹک کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اور پیچھے مومون ابراہیم خالی ہاتھ رہ گیا

'ایک محبت کو اس کی ماں نے ٹھکرایا تھا اور آج ایک محبت مومن ابراہیم کو ٹھکرا گئی تھی۔' اس نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ وہ سرخ ہو رہی تھیں۔ کھڑکی پر پڑتی بارش کی آواز اس کی سماعت میں داخل ہو رہی تھی۔ اس نے سنا تھا کہ محبت کا

انجام اچھا نہیں ہوتا لیکن۔اس کی محبت کی داستان تو شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گئی تھی۔اس کا دل پھٹنے لگا۔سانس جیسے سینے میں اٹکنے لگا تھا۔وہ کھڑکی کھول کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔بارش اس کے چہرے کو بھگونے لگی۔اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔وہ کیسے اس کی محبت کو دو کوڑی کا کر گئی تھیں۔

انمول ملک باہر ٹی وی لاونج میں رکھے صوفے پر بیٹھی تھی گھٹنوں پر سر ٹکائے۔
تبھی مومن ابراہیم کے کمرے کا دروازا کھلا وہ باہر نکلا ایک ہاتھ میں ہینڈ کیری تھامے اس نے اپنے قدم آگے بڑھائے اور انمول ملک کے سامنے آکر ٹھہر گیا۔
انمول کی نگاہ اس کے جوگرز سے اوپر کی جانب اٹھتی گئی۔

''میں نہیں جانتا تھا یہ محبت میرا اتنا بڑا نقصان کر جائے گی۔لیکن خدا گواہ ہے کہ کبھی آپ کے اور بھائی کے لیے میرے دل میں چور نہیں تھا۔مجھے جب اس دن

www.novelsclubb.com

معلوم ہوا کہ آپ بھائی سے محبت کرتی ہیں میں اپنا راستہ بدل گیا تھا۔" گلے میں آنسوؤں کا پھندا پڑا تھا

"کاش میں کچھ دیر سے آتا اور آپ آگے کے چند صفحات پڑھ لیتی تو آپ کو پتا چلتا کہ مومن ابراہیم کی وفاداری کا پرچم بہت بلند ہے۔" انمول یک ٹک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں صوفیہ ابراہیم جیسی گہری بھوری تھیں۔ ان آنکھوں میں رقم داستان تو وہ بہت پہلے ہی پڑھ چکی تھی۔

"خیر آپ سے محبت میری زندگی کا ایک بڑا خسارہ تھی۔ اس یک طرفہ محبت کا انجام ایسا ہی لکھا تھا اس نے مجھے خواب دکھائے اور پھر درد دے کر خالی ہاتھ چھوڑ دیا۔ میری دعا ہے کہ آپ کو آپ کی محبت جلد از جلد مل جائے۔" اس نے دیکھا مومن ابراہیم کی آنکھ کا گوشہ نم تھا۔ وہ بہت ضبط کیے کھڑا تھا۔ پھر اس نے گہری سانس بھری اور کچھ کہنے کے لیے لب کھولے لیکن مومن نے اسے ہاتھ سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

''آپ فکر نہیں کریں اس بارے میں بھائی کو معلوم نہیں ہو گا۔ خدا حافظ۔" اور پھر وہ چلا گیا۔ انمول ملک نے لب کچلے کیا ملک کبھی اسے معاف کر پائے گا؟

جیا اس وقت لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی گھر میں کوئی بھی نہیں تھا وہ اس وقت اکیلی تھی۔ پرسوں اس کا اور بالاج کا نکاح تھا اور منہا کی مہندی۔ جس کے لیے آنے والے مہمانوں کا انتظام برابر والا گھر رینٹ پر لے کر کیا گیا تھا۔ وہ خوش بھی تھی اور اداس بھی بے شک اس کے پاس بہت رشتے تھے لیکن وہ تمام اس کے والدین کی کمی کو پورا نہیں کر سکتے تھے۔ وہ دکھی دل سے مسکرادی اب مسکرانے کا وقت تھا جو شخص اس کی زندگی میں شامل ہونے جارہا تھا وہ یقیناً اسے خوشیوں سے بھر دے گا۔ اسے یقین تھا کہ بالاج سکندر کبھی کوئی غم اس کے قریب نہیں آنے دے گا۔

وہ چائے بنانے کی غرض سے کچن میں آگئی۔ باہر پورچ میں گاڑی کھڑی کرنے کی آواز آئی تھی اس نے وقت دیکھا معید سکندر لوگوں کے آنے میں ابھی وقت تھا

یقیناً بالاج گھر واپس آگیا تھا۔اس نے جلدی سے کیتلی میں پانی چڑھا کر چولہے پر رکھااور اس میں چائے ڈالنے لگی۔

بالاج شادی کی تمام ترار ینجمنٹس دیکھ کر آیا تھا۔پرسوں کے فنکشن کی تیاریاں شام میں شروع ہو جانی تھیں۔وہ جانتا تھا جیا گھر پر اکیلی ہو گی اس لیے وہ آج جلدی واپس آگیا تھا۔ تبھی کچن کے پاس سے گزرتے وہ اندر داخل ہوا۔

''اسلام علیکم۔"گلا کھنکار کر سلام عرض کیا۔ جیا کارخ دوسری جانب تھا وہ جان بوجھ کراس طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

''واعلیکم السلام۔"آہستہ آواز میں جواب دیا۔

''اس گریز کی وجہ جان سکتا ہوں۔؟" بالاج کو اس کے ناں دیکھنے پر چڑ ہوئی۔جیا سکندر کا دل زور سے دھڑکا

''آہاں۔ماما کہتی ہیں شادی سے پہلے دلہن اپنے دلہا سے نہیں ملتی۔" بالاج نے توسیفی انداز میں آئبرو اکھٹے کیے

''میڈم یہ دلہن پچھلے بیس سالوں سے میری آنکھوں کے سامنے ہے۔" جیا کا دل کیا اپنے کان لپیٹ لے۔

''آپ پلیز جائیں یہاں سے۔" بالاج کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے

''کیوں۔؟ میں تو نہیں جا رہا۔" وہ وہیں ٹک کر کھڑا ہو گیا

''پلیز "اس کے اصرار پر بالاج نے 'اوکے' کہہ کر اثبات میں سر ہلایا۔ جیا نے قدموں کی چاپ سنی تو دل ہی دل میں شکر ادا کر گئی۔ تبھی اس نے برنر کی آنچ آہستہ کرتے پلٹ کر دیکھا اور دیکھتے ہی اس کی چیخ نکل گئی بالاج سکندر کچن کے درمیان میں رکھے ٹیبل سے ایک کرسی کھینچے بیٹھا ہوا تھا ایسے کہ ایک ہاتھ تھوڑی تلے تھا وہ بہت فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''یہ چیٹنگ ہے۔"جیا روہانسی ہوئی۔

''اور وہ کیا ہے جو تم کر رہی ہو۔اگر تو آپ کو لگتا ہے کہ میرے سامنے نہ آکر آپ کے چہرے پر مزید روپ آئے گا تو آپ کی اور آپ کی ساسوماں کی یہ تھیوری غلط ہے۔" بالاج اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما۔

''مجھے تم ہر حال،ہر روپ میں قبول ہو کیونکہ مجھے تم پسند ہو تم سے جڑی ہر شے پسند ہے۔"جیا کا ہاتھ اب بھی بالاج کے ہاتھ میں تھا۔جیا نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا لیکن ایسا ممکن نہ تھا۔

''جیا کوئی پریشانی ہے کیا۔؟" بالاج کا لہجہ بہت نرم تھا

''نن۔نہیں کوئی پریشانی نہیں ہے۔بس ماما بابا کی یاد آرہی تھی۔"جیا نے نظریں چرائیں

''اس کے علاوہ بھی کچھ ہے جو تمہیں ڈسٹرب کر رہا ہے۔بتاؤ مجھے کیا مسئلہ ہے جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دوں گا اس مسئلہ کو۔" بالاج نے اس کی ہمت بڑھائی

''حر۔حریم ناز۔" اٹکتے ہوئے لہجے میں اس نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔

''اس سے کیا مسئلہ ہے تمہیں۔؟" بالاج نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیا۔ جیا نے کیتلی میں پکتی چائے میں چمچ ہلایا۔

''وہ آپ کی پہلی محبت ہے۔آپ اسے کبھی بھلا نہیں پاؤ گے۔" بالاج اسے دیکھتا رہ گیا جو اس خدشے کو اپنے دل میں جگہ دیے بیٹھی تھی۔

''تم سے محبت میرا نصیب تھی جو مجھ سے جڑنے جا رہی ہے۔اور حریم ناز میری پہلی محبت " تھی "میرا حال تم ہو جیا سکندر۔" تھی پر خاصا زور دیا گیا۔وہ اب بھی پر شکوہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ بالاج نے خود کو پُر سکون کرنا چاہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''دیکھو جیا۔ میں بار بار صفائیاں پیش نہیں کروں گا۔ لیکن ایک بات وہ عورت میرا ماضی تھی جسے بھلا کر میں نے تمہیں چنا ہے۔اس کی تمام یادیں دفنا کر اس کر یہ ناچیز تمہارے سامنے کھڑا ہے۔اب بولو جیا سکندر۔ کیا بالاج سکندر کو تم سے دوسری محبت کرنے کی اجازت ہے۔؟" بالاج نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اس کے سامنے پھیلائیں

''ہاں" جیا نے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلاتے اپنے دونوں ہاتھ اس کی ہتھیلیوں میں رکھ دیے۔ بالاج مسکرا دیا پرسوں وہ اس کی ہو گی۔اس کی دسترس میں ہو گی۔اس پر صرف بالاج سکندر کا حق ہو گا۔

جیا اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا اس نے اپنے والٹ میں لگی حریم ناز کی تصویر بھی پھینک دی ہے ؟لیکن وہ یہ پوچھ کر اس کا پارا ہائی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ اس وقت ٹریننگ ڈپارٹمنٹ میں موجود ایک کمرے میں کھڑا تھا۔ یہ کمرہ مومن اور ملک کے زیرِ استعمال تھا وہ دونوں جب بھی کبھی لیٹ ہو جاتے تو یہیں ٹھہر جاتے تھے۔ اس وقت وہ بیڈ پر نیم دراز تھا کمرا مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے یہاں آنے کی خبر ملک کو ہونے والی تھی لیکن اسے پرواہ نہیں تھی اب جو بھی ہو جائے۔ اس ہفتے سے ٹریننگ کی تمام کلاسز مومن ابراہیم نے لینی تھیں جس کے لیے وہ خود کو ہشاش بشاش رکھنا چاہتا تھا

"مومن۔" ملک نے دروازے پر دستک دی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھ کے نم کنارے صاف کیے اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے ابھی مینیجر سے پتہ چلا کہ تم یہاں ہو تو میں یہیں چلا آیا۔ تم ٹھیک ہو۔؟"

ملک نے کمرے میں لگی لائیٹ آن کی۔ تبھی مومن ابراہیم کی آنکھیں چندھیا گئیں بیت دیر سے روری آنکھیں اس روشنی کا مقابلہ نہیں کر پائی تھیں۔

''مومن کیا ہوا ہے تمہیں۔؟''ملک نے آگے بڑھ کر اسے شانوں سے تھاما وہ کسی ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح ملک سے لپٹ گیا۔

''بب۔بھائی درد ہو رہا ہے دل میں بہت سخت۔''ملک نے اس کی پیٹھ تھپکی۔

''مومن بی بریو۔یہ سب تو ہونا ہی تھا۔''وہ روتے ہوئے مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا

''میں نے تو دفن محبت کی تھی۔وہ کیسے میری محبت کو دو کوڑی کا کر سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے بے وفائی کر رہا تھا۔میں کچھ نہیں ہوں بھئی۔میں کہیں نہیں ہوں''ملک کا دل پسیج گیا۔وہ لب بینچے اسے خاموش کروا رہا تھا۔

''مومن میرے بھائی ادھر دیکھو میری طرف۔تم بے وفا نہیں ہو تم میرے لیے اپنی جان سے زیادہ قیمتی ہو۔میں تم پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر سکتا ہوں۔تم نے کیسے سوچ لیا تم کچھ نہیں ہو۔''ملک نے اس کے ماتھے پر چپکتے بال پیچھے کیے اس

کا پورا جسم جلتے کوئلے کی مانند دہک رہا تھا۔ملک نے اسے بستر پر بٹھایا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔وہ تھوڑا پُر سکون ہو چکا تھا۔

''مومن ابراہیم کبھی کسی کے لیے اہم نہیں رہا بھائی مجھے ایسی زندگی نہیں جینی جو مجھے دکھ کے سوا کچھ نہ دے سکے۔"وہ اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔

''منہ توڑ دوں گا میں تمہارا۔آئندہ ایسی بکواس بات مت کرنا۔تم جانتے ہو تم اس ملک کی جان ہو۔"ملک نے اس کے ہاتھوں کو تھام کر آنکھوں سے لگایا

''تم تھوڑی دیر آرام کرو مجھے اپنی کلاس لینی ہے۔پھر بات ہو گی۔"مومن نے اس کی بات پر اثبات میں سر ہلایا

"کیا ہو رہا ہے یہاں پر۔؟"ملک نے دروازہ کھولا تو وہ گرتے گرتے بچی

''وو۔وہ سر میں تو۔ "بسمہ شارک سے بولا ہی نہیں گیا۔اس کے چہرے سے صاف واضح تھا کہ وہ اندر ہونے والی گفتگو سن چکی ہے۔اندر بیٹھے مومن ابراہیم نے اسے سخت گھوری سے نوازا تھا ملک نے ٹھک کی آواز سے دروازہ بند کیا۔

''کیا ہوا ہے اسے۔؟"بسمہ شارک نے حلق تر کیا

''دل ٹوٹا ہے اس کا۔اس وقت زخمی ہے وہ۔"ملک نے گہری سانس بھر کے بتایا ساری گفتگو تو وہ سن ہی چکی تھی۔

''میں کوشش کروں اس سے بات کرنے کی۔؟"

''بہت شوق ہے تمہیں شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کا۔"ملک نے استہزائیہ سر جھٹک کر دروازے کا لاک کھولا اور وہاں سے چلا گیا۔بسمہ نے مڑ کر دیکھا ملک دور جا چکا تھا

''کیا اسے جانا چاہیے یا نہیں۔؟'' سارے خیالات کو پرے رکھتی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

''کیا میں اندر آجاؤں۔؟'' کمرے کے نصف میں کھڑے ہو کر اجازت مانگی

''تم اندر آچکی ہو۔ میں نہیں جانتا تمہیں جاؤ یہاں سے۔'' اسے اپنی جگہ سے ہلتے نہ دیکھ کر مومن اپنی جگہ سے اٹھا

''کیا چاہتی ہو تم۔؟'' وہ دانت پر دانت جمائے بولا

''تم دکھی ہو۔'' بسمہ شارک کو اس کی حالت پر ترس آیا

''ظاہر ہے میں دکھی ہوں۔ شرمندہ ہوں اپنی غلطی پر۔ تم پلیز جاؤ یہاں سے۔'' لیکن وہ وہیں کھڑی رہی

''مجھ سے دوستی کر لو۔'' اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

www.novelsclubb.com

''میں نامحرم لڑکیوں سے دوستی نہیں کرتا۔"مومن ابراہیم نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر گلاس میں پانی ڈالا

'' بالکل تم تو نامحرم لڑکیوں سے محبت کرتے ہو۔"مومن نے زور سے گلاس ٹیبل پر پٹکا پانی چھلک کر ٹیبل پر گر گیا۔وہ اس کی جانب آیا اور اسے بازو سے تھام کر باہر کی جانب دھکیلا

"تم جیسی لڑکی کو یہ بات سوٹ نہیں کرتی بسمہ شارک۔کیا میں بتاؤں تمہارا باپ کون ہے۔۔۔؟"بسمہ شارک اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی ہمیشہ اس کی ذات کو اس کے باپ سے جوڑ کر توڑا جاتا تھا اور آج بھی یہ شخص جس کی دل جوئی کے لیے وہ اپنی انا کو پس پشت ڈال کر آئی تھی وہ اسے اس کے باپ کے نام سے جانتا تھا۔وہ درست تھی سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔

آج موسم کافی آبر آلود تھا سڑک جگہ جگہ سے بھیگی ہوئی تھی۔ وہ ساری رات مومن ابراہیم کے سرہانے بیٹھا رہا تھا۔ وہ بخار میں تپ رہا تھا اور وہ اس کے ماتھے پر ٹھنڈی پٹیاں رکھ رہا تھا۔ صبح ہوتے ہی وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے اب کیا کرنا ہے دن آہستہ آہستہ ڈھل رہا تھا شام ہونے میں کچھ ہی وقت باقی تھا۔ اسے پہلے مومن ابراہیم کو پک کرنا تھا۔ اور پھر اپنے اپارٹمنٹ جانا تھا۔ لیکن اس سب سے پہلے اسے ایک اور کام کرنا تھا اسے کسی کو باخبر کرنا تھا۔

وہ اس وقت جہانداد ملک کے ضروری کام سے سائڈ پر آیا ہوا تھا جب اس کے فون پر کسی شناسا نمبر سے کال آئی۔

"ہیلو۔ ہاں کیا خبر ہے۔" ندیم نے اپنے بھاری لہجے میں دریافت کیا۔ آگے سے کہے جانے والے الفاظ نے اس کے چہرے کی چمک کو مزید بڑھا دیا تھا

''یہ تو خوشی کی خبر ہے۔اور یہ خبر جہانداد ملک تک نہیں پہنچنی چاہیے۔''ندیم کا قہقہہ خاموش فضامیں گونجا

''ہاں مالک تو ہے وہ۔ لیکن کیا میں اس کا غلام ہوں۔ارے نہیں جناب آپ نے غلط سن رکھا ہے۔ہاہاہا۔''اب وہ مزید باتیں کرتا ساتھ میں اپنا کام نمٹا رہا تھا۔ چہرے پر خفیہ مسکراہٹ اور چالا کی جھلک رہی تھی۔

ملک کل صبح کا گیا ابھی تک نہیں آیا تھا اجانے مومن ابراہیم نے اسے کچھ بتایا تھا یا پھر وہ خاموش رہ گیا تھا۔وہ صبح سے اکیلی ہی گھر میں بولائی بولائی پھر رہی تھی۔ سورج ڈھل رہا تھا لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔دروازے پر بیل بجی تو وہ بھاگ کر دروازے کے قریب گئی۔ پریشانی سے پھولتا سانس درست کیا اور دروازہ کھولا

''اسلام علیکم۔''ملک نے سر کے خم سے جواب دیا۔انمول ملک ابھی تک دروازے پر ایستادہ اس کے پیچھے کھڑے مومن ابراہیم کو دیکھ رہی تھی۔ لیکن ان کے ساتھ ایک تیسرا شخص بھی تھا۔

''تیار ہو جائیں انمول۔آج شام مغرب کے بعد نکاح ہے۔''انمول نے اس کی جانب دیکھا۔تو بلآخر اسے اپنی محبت کی قربانی دینی ہی تھی اور وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی اس محبت کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرے گی۔وہ گہرا سانس بھر کر پیچھے ہٹ گئی۔

دن کا اجالا رات کی سیاہی میں تبدیل ہوا تو سیاہ تاریک آسمان پر پھلجھڑیاں بکھر کر روشنی کا ساگمان دکھانے لگیں۔ کہیں خوشیاں میسر تھیں تو کہیں غم اپنا ڈیرا جمائے بیٹھا تھا۔اس پوش ایریا میں واقع سکندر ہاؤس کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔گھر کی چار دیواری زرد گیندے کے پھولوں سے سجائی گئی تھی۔ برقی قمقموں اور فرشی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فانوسوں سے رات کی تاریکی میں اجالا ہو رہا تھا۔ مہندی کی رسم جاری تھی سامنے اسٹیج زرد اور سبز رنگ میں سجا ہوا تھا۔ منہا اور علی ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے آنے والے مہمانوں سے مل رہے تھے۔ مہمان آتے اور رسم کر کے چلے جاتے۔ شادی بیاہ کے موقع پر تو لوگ سب سے زیادہ خوش ہوتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ گوسپس تو لوگوں کا اولین مشغلہ ہوتا ہے۔ بلے بلے "گانے کے بول ماحول میں سر بکھیر رہے تھے اسٹیج کے دائیں جانب ہی لڑکیاں اور عورتیں ڈھولک رکھے اپنا گانوں کا شوق پورا کر رہی تھیں۔ مہندی کی رسم سے فارغ ہوتے ہی بالاج اور جیا کے نکاح کی تیاری شروع ہوئی دو کرسیاں آمنے سامنے رکھ کر بیچ میں سفید پھولوں سے بنی چادر لگا دی گئی۔ علی اور تمام لڑکوں نے بالاج سکندر کو لا کر ایک جانب کرسی پر بٹھا دیا۔ وہ سفید رنگ کا کرتا پہنے بال نفاست سے سیٹ کیے ہوئے تھا۔ نا جانے کتنی لڑکیاں اس کی جانب دیکھ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئیں جواب جیا کا نصیب تھا انہی سب میں ایک آہ عالیہ جعفری کی بھی تھی۔ جو دل ہی دل میں جلتی

www.novelsclubb.com

کڑھتی اپنا رونا رو رہی تھی۔ خوشی بالاج کے انگ انگ سے پھوٹتی نظر آ رہی تھی آج اس کی آنکھیں بھی چمک رہی تھیں ایسی چمک معید سکندر نے اپنے بیٹے کے چہرے پر زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی۔ تبھی سب کی پر شوق نگاہیں گھر کے داخلی دروازے کی جانب اٹھیں۔

جیا سکندر نے اپنی سہیلی انعم کے ہمراہ لان میں پہلا قدم رکھا۔ وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی اسٹیج کی جانب بڑھ رہی تھی۔ منہا اپنی دلی کیفیت سے مجبور ہوتی اٹھ کر اس کی جانب آئی اور اس کے سر پر چھت کی مانند کیے گئے دوپٹے کا کونا تھام لیا۔ بالاج نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے دل کو ڈپٹا جو جیا سکندر کی ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ وہ اس وقت تھوڑی تک آتے گھونگھٹ میں تھی جو بالاج سکندر کو اپنا دشمن معلوم ہو رہا تھا۔ پھولوں کی چادر نے جیا سکندر کے سراپے کو مزید چھپا دیا یہ بھی ایک امتحان تھا جس سے بالاج سکندر کو گزرنا تھا اور بلآخر جیت تو اسی کی ہونی تھی نا۔ ثانیہ بیگم دل ہی دل میں اپنے گھر کی خوشیوں کی دعا مانگ رہی تھیں۔

قاضی صاحب جیا کے سر پر ہاتھ پھیرتے اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ کلمات کا دور شروع ہوا اور پھر انہوں نے جیا سے اس کی رضامندی پوچھی۔

"جویریہ سکندر ولد واجد سکندر آپ کا نکاح بالاج سکندر ولد معید سکندر سے بلعوض دس لاکھ روپے کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" بالاج کی نظریں پردے کی دوسری جانب جھانکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ منہا نے پیچھے سے جیا کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"قبول ہے۔" اس کی آواز بالاج سکندر کے کانوں میں رس گھول گئی۔ ایک سکون اور طمانیت نے اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" دوسری مرتبہ پوچھا گیا۔

"قبول ہے۔"

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" تیسری مرتبہ استفسار ہوا

www.novelsclubb.com

"قبول ہے۔" ایک باغی آنسو پلکوں کی باڑ توڑتا سرخ و سپید گالوں پر بہتا چلا گیا۔ اس وقت وہ خوش بھی تھی اور غمگیں بھی۔ اپنوں کی یاد نے اسے بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا وہ لمبے لمبے سانس لیتی خود کو پُر سکون کرنے لگی۔

اب قاضی وہی عمل بالاج کے ساتھ دوہرا رہا تھا جہاں قبول ہے کی تیسری دفعہ صدا بلند ہوئی وہیں مبارک باد کو آواز نے چار سو شور اٹھا دیا۔ جہاں فضا میں مبارک باد کی آوازیں سر بکھیر گئیں وہیں عالیہ جعفری اس منظر سے غائب ہو گئی تھی وہ یہ تماشا مزید نہیں دیکھ سکتی تھی۔ حسد کی آگ میں جلتی وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

جیا اور بالاج کے درمیان سے پھولوں کی چادر اٹھی تو منظر واضح ہوا۔ سامنے ہی جیا سکندر ہلکے گلابی رنگ کی میکسی زیب تن کیے اس کے دل پر بجلیاں گرانے کا کام کر رہی تھی۔ بالاج اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جیا سکندر کا دل زوروں سے دھڑکا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔ بالاج نے جیا کے چہرے سے دوپٹہ ہٹایا۔

گھونگٹ میں چھپا چہرہ واضح ہوا۔ ہر طرف سے سرخ پھولوں کی پتیوں نے ان

دونوں کا بسیرا کیا ہر جانب سے ہوٹنگ شروع ہو چکی تھی۔ بالاج نے آگے بڑھ کر جیا کی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیے جیا کا سانس تھم گیا آس پاس کی ہر شے جیسے ساکت ہوئی تھی۔ بالاج نے اس کے دونوں ہاتھ تھامے اور ان پر اپنے لب رکھ دیے جیا کا سر شرم سے جھکا ہوا تھا۔ایک لمحے کے لیے بھی اس نے سر اٹھا کر نہیں دیکھا اس سے دیکھا ہی نہیں گیا۔ادھر سے منہا اور علی نے بالاج کو آڑے ہاتھوں لیا تو دوسری لڑکیوں نے جیا کو سامنے اسٹیج پر رکھت دوسرے صوفے پر بٹھادیا۔ کچھ ہی دیر بعد بالاج بھی اس کے پہلو میں آبیٹھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی تمہاری تعریف کیسے کروں۔" وہ اپنا رخ جیا کی جانب کیے بیٹھا تھا۔

"تو رہنے دیں مت کریں۔" جیا نے ناک بھوں چڑھائی۔ بھلا نئی نویلی دلہن کی تعریف کرنے میں کیسی کنجوسی ؟؟

"تمہیں دیکھ کر تو میں دیکھتا ہی رہ گیا۔شاید ہی کوئی آج سے پہلے میرے دل کو اتنا خوبصورت لگا ہو لیکن۔۔ تمہارا یہ روپ بہت بہت بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔"اس کے دل میں جو آیا وہ بولتا گیا جیا کا مدھم سا قہقہہ گونجا وہ واقعی تعریف کرنے میں کنجوسی کر رہا تھا۔

ایک دم سے جیا کی ہنسی سنجیدگی میں بدلتی گئی۔آنکھوں میں ہنسی کی جگہ غصے نے لے لی وہ بالاج کی جانب پلٹی

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟" بالاج جو اسے دیکھنے میں مصروف تھا اس نے چونک کر سامنے دیکھا۔حریم نازنک سک سے تیار ان کی جانب بڑھ رہی تھی۔ہاتھوں میں سفید پھولوں کا بکے تھا۔

فوٹو شوٹ کرواتے علی اور منہا کی نظر بھی اس پر پڑی تھی۔

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟ میں چھوڑوں گی نہیں اس کو۔"منہا غصے میں اس کی جانب بڑھنے لگی لیکن علی نے اسے بازو سے تھام لیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"علی چھوڑیں مجھے۔یہ میرے گھر کی خوشیاں تباہ کرنے واپس آئی ہے۔"لیکن علی نے اسے اپنی مظبوط گرفت سے آزاد نہیں کیا

"بالاج اسے خود ہینڈل کر لے گا منہا۔ڈونٹ اوورری ایکٹ۔"منہا پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

"نکاح مبارک ہو بالاج سکندر اینڈ مسز بالاج۔یہ آپ کے لیے۔"حریم نے ہاتھوں میں تھاما سفید پھولوں کا بکے ان دونوں کی جانب بڑھایا۔بالاج نے مٹھیاں بھینچ لیں وہ یہاں کوئی تماشا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"کیا کرنے آئی ہو تم یہاں؟"جیا سر جھکا گئی وہ اس لڑکی کے منہ نہیں لگنا چاہتی تھی بالاج نے اس کے ہاتھ سے بکے تھاما اور دور پھینک دیا

"اگر تم نے کوئی تماشا کھڑا کیا تو اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گا۔"انگلی اٹھا کر تنبیہ کی اور پھر وہ اسٹیج سے نیچے اتر گیا۔حریم نے اسے جاتے دیکھا

"پچ کون سا تعویز گھول کر پلایا ہے بے چارے کو۔یقین نہیں ہو رہا یہ وہی بالاج ہے جو حریم ناز کا نام لیتے نہیں تھکتا تھا۔" وہ جیا کے ساتھ براجمان ہوئی۔جیا کھسک کر تھوڑا دور ہو گئی۔

"آپ ہمیشہ کیوں بھول جاتی ہیں کہ وہ سب آپ کا اور بالاج کا ماضی تھا جسے وہ کب کا بھول چکے ہیں امید ہے کہ آپ بھی آئندہ احتیاط کریں گی۔" جیا نے اسے باور کرایا حریم ناز کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔

"وہ لڑکا ہے اس کا ماضی تو سبھی بھول جائیں گے لیکن تم جیا سکندر کیا تمہارا ماضی کوئی بھول پائے گا؟" جیا کے دل کی دھڑکن تھمی تھی۔حریم ناز اپنی پہلی چال چلتی اب شاطرانہ مسکرا رہی تھی۔

"ک۔کیا مطلب؟"

"وہاج ملک۔یاد تو ہو گا نا تمہیں بلکہ رکو کچھ دکھاتی ہوں تمہیں۔" حریم نے اپنے موبائل میں کچھ تصاویر نکال کر اس کے سامنے کیں۔

"یہ دیکھو ہے ناد ھماکے دار۔ سوچو اگر میں نے یہ سب بالاج کو دکھایا تو وہ تمہارا کیا حشر کرے گا۔" جیا نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ ایک عورت ہو کر ایسا کیسے کہہ سکتی تھی۔

"یہ سب میری غلطی تھی وہ کبھی مجھ پر شک نہیں کریں گے۔" اسے یقین تھا

"بہت مان ہے تمہیں اپنے بالاج پر۔ لیکن افسوس تم اپنی پہلی محبت کو کبھی نہیں بھول پائیں۔" حریم نے بجھی ہوئی آگ کو ہوا دی تھی شاید کوئی چنگاری بچی ہو جو اس سب کو خود ہی اپنی لپیٹ میں لے کر بھسم کر ڈالے۔

"وہ میری محبت نہیں تھا۔ اس جیسا گھٹیا مرد کسی عورت کی محبت نہیں ہو سکتا۔" وہ چلائی تھی لیکن اس کی آہستہ آواز میں۔

"بالکل تو پھر تم اس ہوٹل میں کیا کرنے گئی تھی جب اس نے تمہارے ساتھ۔۔"

"شٹ اپ۔" جیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سانس رکنے لگا تھا یا شاید گھڑی کی سوئیاں بارہ بجانے لگی تھیں۔

"آہستہ چیخو جیا بالاج سکندر اگر کسی نے سن لیا تو۔" جیا کی نظریں اپنے دائیں جانب اٹھتی گئیں۔ اسے لگا وہ اگلا سیکنڈ شروع ہونے سے پہلے ہی فنا ہو جائے گی۔ کیونکہ سننے والا سن چکا تھا۔ وہ پلک تک جھپکنا بھول گئی۔

(جاری ہے)

www.novelsclubb.com